قرآن مجید میں نئے عہد نامے کے انبیاء

(قرآن سیریز کی جلد نمبر 2)

حصہ دوئم

فاروق مرزا ایم ڈی

قرآن مجید کی پہلی تفسیر

مخصوص عنوانات اور موضوع کے مطابق

منجانب

قرآن فاؤنڈیشن

یکجہتی یا یہودی عیسائیت

باب 15

عمران، زکریا اور یوحنا پتسمہ دینے والے کا گھر

مسیحی برادریوں کے ساتھ محدود روابط

اسلام کی تشکیل کے دوران عیسائیوں کے ساتھ تعامل محدود تھا۔ پیغمبر ﷺ کا مکہ میں صرف چند عیسائیوں سے رابطہ تھا۔ کوئی عیسائی برادری مکہ یا مدینہ کے قریب نہیں تھی، جو مدینہ کی قائم کردہ یہودی برادری کے مقابلے کی ہو۔ قریب ترین عرب عیسائی برادریاں حجاز کی جنوبی سرحد (نجران)، شام کی شمال مشرقی سرحد (غسان) اور فارس کی شمال مغربی سرحد (لحمید) پر تھیں۔ تینوں برادریوں کا تعلق شامی چرچ سے ہے۔ وہ monophysitism پر یقین رکھتے تھے، کرسٹولوجیکل پوزیشن میں مسیح کی فطرت محض مقدس تھی، اس نظریے کو بعد میں کیتھولک اور آرتھوڈوکس گرجاگھروں نے بدعتی نظریہ سمجھا۔ قافلہ تجارت کے لیے شام کے سفر میں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عیسائیوں سے سامنا ہوا۔ وہ عیسائیت اور یہودیت سے بخوبی واقف تھے۔

محمد ﷺ کی عمر 40 سال تھی جب ان کا مشن 610 عیسوی میں سورہ نمبر 96 (العلق، معنی: جرثومے کا خلیہ) کی پہلی پانچ آیات کے نزول کے ساتھ شروع ہوا۔ محمد ﷺ ایک رقیق القلب انسان تھے، اور ان کی اہلیہ خدیجہؓ نے اپنے کزن ورقہ بن نوفل سے مشورہ کیا،

جو ایک عیسائی تھے جنہوں نے انجیل کے کچھ حصے کا عربی میں ترجمہ کیا تھا۔ جب انہوں نے اپنی بات مکمل کی جو محمد ﷺ نے دیکھا اور سنا تھا، ورقہ نے ان الفاظ میں کہا: "یہ وہی ناموس "فرشتہ ہے" جو موسیٰ علیہ السلام پر اترتا تھا۔ کاش میں تمہارے زمانہ پیغمبری میں قوی اور توانا ہوتا جبکہ تمہاری قوم تم کو وطن سے نکالے گی یا کم از کم زندہ ہی ہوتا۔ آپ نے بہت تعجب سے فرمایا کیا وہ مجھ کو نکالیں گے۔ ورقہ نے کہا ایک تم ہی پر موقوف نہیں جو شخص بھی پیغمبر ہو کر اللہ کا کلام اور اس کا پیام لے کر آیا لوگ اسی کے دشمن ہوئے اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو میں نہایت زور سے آپ کی مدد کروں گا"

عیسائیت والے ایتھوپیا میں مسلمانوں کی پہلی جلاوطنی (615)

قریش کے ہاتھوں اپنے صحابہؓ پر ہونے والے مصائب سے شدید پریشان ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑوسی عیسائی سلطنت حبشہ میں ہجرت کر یوحنائے کا مشورہ دیا۔ ایک سو سے کم مسلمان خفیہ طور پر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ قریش نے اپنے دو سفیر شاہ نجاش کے پاس بھیجے تا کہ ان مسلمانوں کو مکہ کے حوالے کر دیں۔ اصل الزام ان کے پرانے مذہب کو ترک کرنا اور نئے مذہب کو اختیار کرنا تھا۔ بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کو بلایا اور دریافت کیا کہ کیا ان کے دشمنوں نے سچ کہا ہے؟ ابو طالب کے بیٹے جعفرؓ اور علیؓ کے بھائی، جو اس گروہ کے ترجمان کے طور پر گئے تھے، انہوں نے کہا: اے بادشاہ! ہم جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، رشتے ناطوں کو توڑتے تھے، پڑوسیوں سے برا سلوک کرتے تھے، ہم میں کا طاقتور کمزور وضعیف کو کھا جاتا تھا"۔

پس آپ نے ابتدا میں زمانہ جاہلیت کی ان برائیوں اور خامیوں کا ذکر کیا، جن کو عقل سلیم اور طبع مستقیم قبول نہیں کر سکتی تھی۔ زمانۂ جاہلیت کی برائیوں کا مختصر نقشہ کھینچنے کے بعد آپ نے فرمایا"ہم اسی حالت پر تھے کہ اللہ تعالی نے ہماری طرف رسول کو بھیجا، جن کے حسب و نسب، سچائی، امانت اور پاکدامنی کے ہم سب قائل و معترف ہیں"۔ چوں کہ عیسائی انبیاء کے اوصاف سے اچھی طرح واقف تھے، اس لئے نہایت خوش اسلوبی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کے پیغمبرانہ صفات کا ذکر کیا۔

اس رسول ﷺ نے ہم کو شرک و بت پرستی سے روک کر توحید کی دعوت دی، ہم کو راست بازی، امانتداری، ہمسایہ اور رشتہ داروں سے محبت کا سبق سکھایا اور ہم سے فرمایا کہ ہم جھوٹ نہ بولیں، قتل و خونریزی نہ کریں، بدکاری اور فریب سے باز آئیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، شریف عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں، اللہ وحدہٗ لاشریک اور اسکے آخری رسول حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں، نماز پڑھیں، روزے رکھیں اور اللہ تعالی کی راہ میں صدقہ و خیرات کریں، لہذا بادشاہ سلامت! ہم اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور اسکی تعلیمات پر چلے، ہم نے بت پرستی چھوڑ دی، صرف ایک اللہ کی پرستش کرتے ہیں، حلال و حرام میں تمیز کرتے ہیں،، انہی وجوہات پر ہماری قوم ہماری یوحنا کی دشمن بن گئی، ہم پر ظلم و تشدد کر کے ہم کو پھر بت پرستی اور زمانۂ جاہلیت کے برائیوں میں مبتلا کرنا چاہتی تھی، یہاں تک کہ ہم لوگ ان کے ظلم و تشدد، مصائب و آلام سے تنگ آ کر آپ کے ہاں حبشہ میں چلے آئے۔۔۔!!!!!

پیغمبر ﷺ کا دعویٰ ہے کہ یہ سب اس کے پاس اللہ کی طرف سے آیا ہے؟" جعفرؓ نے جواب دیا، "ہاں" اور انیسویں سورہ مریم کی

تلاوت کی، جب نجاشی اور بزرگان نے یہ بات سنی تو خوشگوار حیرت ہوئی اور کہا: "یہ کلمات ضرور اللہ کی یوحناب سے ہی آئے ہوں گے۔ اسی منبع سے جہاں سے ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ آئے ہیں۔" نجاشی نے ان سے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے بارے میں مزید کچھ بتانے کو کہا، جعفرؓ بن ابو طالب نے جواب دیا، "ہمارا عیسیٰؑ کے بارے میں نظریہ بالکل وہی ہے جو ہمارے نبی ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ یعنی یہ کہ عیسیٰؑ اللہ کا بندہ ہیں، اس کے نبی ہیں، اس کی روح ہیں، اس کا حکم مریم، معصوم کنواری کو دیا گیا تھا۔" نجاشی نے اپنی چھڑی سے فرش پر ایک لکیر کھینچی اور کہا، "تمہارے اور ہمارے مذہب کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لائن سے زیادہ کوئی فرق نہیں ہے۔" اس پر بادشاہ نے مسلمانوں کو مکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۳۱﴾ کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا ﴿۳۲﴾ اللہ نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا ﴿۳۳﴾ ان میں سے بعض بعض کی اولاد تھے اور اللہ سننے والا (اور) یوحنانے والا ہے ﴿۳۴﴾

عمران کے گھر کا حوالہ زکریاؑ، مریمؑ، یوحنا اور عیسیٰؑ کے واقعات کا تعارف ہے۔ وہ سب اسلامی نقطہ نظر سے اللہ کے قریبی تھے، جب سے اللہ نے ان سے بات کی تھی۔ تقریباً تمام انبیاء جن کا قرآن میں ذکر کیا گیا ہے ان میں سے دو یا اس سے زیادہ بزرگوں کی اولاد تھے، جن

کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ عمران کا گھر موسیٰؑ اور ہارونؑ پر مشتمل ہے، ان کے والد عمران (بائبل میں امرم) ہارون کی اولاد، بنی اسرائیل میں کاہن، بشمول یوحنا بپتسمہ دینے والے، جن کے والدین دونوں ایک ہی نسل کے تھے، اور عیسیٰؑ، جن کی والدہ، مریم، یوحنا کی قریبی رشتہ دار تھیں۔

وحی کی ایک آیت نہ صرف ان انبیاء کے جسمانی نزول کی طرف اشارہ کرتی ہے بلکہ یہ بھی بتاتی ہے کہ وہ سب روحانی طور پر جڑے ہوئے تھے اور ایک ہی بنیادی سچائی پر یقین رکھتے تھے۔ مندرجہ بالا حوالہ منطقی طور پر آیات 3:31-32 کی پیروی کرتا ہے، جو اللہ کی منظوری کو اُس کے چُنے ہوئے پیغام برداروں کی اطاعت سے مشروط کرتا ہے۔

یوحنا بتسمہ دینے والے کی پیدائش

(یہ) تمہارے پروردگار کی مہربانی کا بیان (ہے جو اس نے) اپنے بندے زکریا پر (کی تھی) ﴿۲﴾ جب انہوں نے اپنے پروردگار کو دبی آواز سے پکارا ﴿۳﴾ (اور) کہا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں بڑھاپے کے سبب کمزور ہوگئی ہیں اور سر (ہے کہ) بڑھاپے (کی وجہ سے) شعلہ مارنے لگا ہے اور اے میرے پروردگار میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا ﴿۴﴾ اور میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما ﴿۵﴾ جو میری اور اولاد یعقوب کی میراث کا

مالک ہو۔ اور (اے) میرے پروردگار اس کو خوش اطوار بنائیو ﴿۶﴾ اے زکریا ہم تم کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحیٰی ہے۔ اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا ﴿۷﴾ انہوں نے کہا پروردگار میرے ہاں کس طرح لڑکا ہوگا۔ جس حال میں میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں ﴿۸﴾ حکم ہوا کہ اسی طرح (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ آسان ہے اور میں پہلے تم کو بھی تو پیدا کر چکا ہوں اور تم کچھ چیز نہ تھے ﴿۹﴾ کہا کہ پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما۔ فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم صحیح وسالم ہو کر تین (رات دن) لوگوں سے بات نہ کر سکو گے ﴿۱۰﴾ پھر وہ (عبادت کے) حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے اشارے سے کہا کہ صبح وشام (اللہ کو) یاد کرتے رہو ﴿۱۱﴾ اے یحیٰی (ہماری) کتاب کو زور سے پکڑے رہو۔ اور ہم نے ان کو لڑکپن میں دانائی عطا فرمائی تھی ﴿۱۲﴾ اور اپنے پاس شفقت اور پاکیزگی دی تھی۔ اور پرہیزگار تھے ﴿۱۳﴾ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور سرکش اور نافرمان نہیں تھے ﴿۱۴﴾ اور جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ ان پر سلام اور رحمت (ہے) ﴿۱۵﴾

یوحنا کی پیدائش کی متوازی تفصیل قرآن مجید کے تیسرے پارے میں دی گئی ہے۔

اس وقت زکریاؑ نے اپنے پروردگار سے دعا کی (اور) کہا کہ پروردگار مجھے اپنی جناب سے اولاد صالح عطا فرما تو بے شک دعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے ﴿۳۸﴾ وہ ابھی عبادت گاہ میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے آواز دی کہ (زکریا) الله تمہیں یحیٰی کی بشارت دیتا ہے جو الله کے فیض یعنی (عیسیٰؑ) کی تصدیق کریں گے اور سردار ہوں گے اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے اور (الله کے) پیغمبر (یعنی) نیکوکاروں میں ہوں گے ﴿۳۹﴾ زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا کہ میں تو بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے الله نے فرمایا اسی طرح الله جو چاہتا ہے کرتا ہے ﴿۴۰﴾ زکریا نے کہا کہ پروردگار (میرے لیے) کوئی نشانی مقرر فرما الله نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن اشارے کے سوا بات نہ کرسکو گے تو (ان دنوں میں) اپنے پروردگار کی کثرت سے یاد اور صبح وشام اس کی تسبیح کرنا ﴿۴۱﴾

یوحنا کی پیدائش کا خلاصہ اکیسویں پارے میں دیا گیا ہے۔

اور زکریاؑ (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے ﴿۸۹﴾ تو ہم نے ان کی پکار سن لی۔ اور ان کو یحیٰی بخشے اور ان کی بیوی کو اُن کے (حسن معاشرت کے) قابل بنا دیا۔ یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں امید سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے ﴿21:۹۰﴾

یوحنا بپتسمہ دینے والے کے والد، زکریا، ایک نیک بزرگ اور الله کے نبی تھے جن کا مرکز یروشلم میں یہودی ہیکل میں تھا۔ انہوں نے

ہیکل کی خدمات کا انتظام کیا اور ہمیشہ اللہ سے دعا میں ثابت قدم رہے۔ رازی کے مطابق، انہوں نے اپنے رشتے داروں سے -جو کہ خود بھی ہیکل سے منسلک بزرگ تھے، یہ توقع کی تھی کہ وہ وقار اور یقین کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے اخلاقی طور پر بہت کمزور ہوں گے، اور شاید مریم کے مستقبل کی حفاظت کرنے سے قاصر ہوں گے، جس کے وہ سرپرست تھے۔ فخر الدین رازی، (1150 تا 1210)، جنہیں ماہرِ الاہیات کے نامور سلطان کے نام سے یوحنا جاتا ہے، ایک فارسی اسلامی اسکالر اور دلکش منطق کے علمبردار تھے جنہوں نے طب، کیمسٹری، فزکس، فلکیات، الاہیات، کاسمولوجی، فلسفہ میں مختلف کام کیا۔

زکریا کی بیوی، الزبتھ، مریم کی کزن تھی، جو عیسیٰؑ کی والدہ تھیں۔

cf. لوقا1:36

کلمہ ("اللہ کی طرف سے لفظ") کا لفظ اکثر قرآن میں اللہ کی طرف سے اعلان، اس کی مرضی کا بیان، یا اس کے وعدے کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ عربی نام یحییٰ (یوحنا) کا مطلب ہے "وہ زندہ رہے گا،" یعنی وہ روحانی طور پر زندہ رہے گا اور ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اللہ نے خود اُن کے لیے اس نام کا انتخاب کیا تھا، ایک واحد امتیاز، ایک الہی وعدے (کلمہ) کے برابر۔ یہ اسی طرح کے اعلان سے ملتا جلتا ہے جو حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں مریمؑ کو دیا گیا تھا۔ زکریاؑ کو محض حکم دیا گیا تھا کہ وہ تین دن تک کسی سے بات نہ کریں۔ وہ نئے عہد نامے کی داستان کی طرح گونگے نہیں ہوئے تھے (لوقا1:20-22)۔ یہ "نشانی" خالصتاً روحانی تھی اور

زکریاؑ کے نماز اور غور و فکر سے مکمل طور پر خود کو ترک کرنے پر مشتمل تھی۔ معمولی اختلافات کے علاوہ، زکریاؑ، یوحنا بتسمہ دینے والے، اور مریمؑ کے واقعات قرآن اور لوقا کے نئے عہد نامے کی انجیل میں ملتی جلتی ہیں۔ یہ بیان کرنا کہ، "یہ میرے لیے آسان ہے" اسباب اور اثرات کی ایک نئی زنجیر کو وجود میں لانے کے لیے اللہ کی لامحدود طاقت کا حوالہ دیتا ہے۔

انیسویں اور تیسری سورت میں عیسیٰؑ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی معجزانہ پیدائش کی تصدیق کرتے ہیں جو عیسیٰؑ کے پیش رو تھے اور ان دونوں کی معجزاتی پیدائش میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

زکریاؑ کو سنگسار کرنا

827 قبل مسیح میں، بادشاہ سلیمان نے پہلا یہودی مندر، جو غیر معمولی خوبصورتی کے لئے مشہور ہے، اسے دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک کہا جاتا ہے۔ بعد میں، اسرائیل کی بادشاہی نے بت پرستی کو رواج دیا۔ اللہ نے بار بار یہودیوں کو نصیحت کرنے کے لیے نبی بھیجے۔ پھر بھی، انہوں نے اپنے طریقے بدلنے سے انکار کر دیا، انہوں نبیوں پر جھوٹے طنز کئے، اور ہیکل کی تباہی کی دھمکیوں کے ساتھ ان کی حوصلہ شکنی کی۔ زکریاؑ نبی نے قوم کو ان کے گناہوں کی سزا دی، انہیں ان سنگین عذابوں سے خبردار کیا جو ان پر آئیں گے، اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی۔ اُن کی سرزنش قبول کرنے کے بجائے، لوگوں نے زکریاؑ کو ہیکل کے صحن میں سنگسار کر دیا۔ (2 کرونیکلز 22-24:17)

یوحنا بتسمہ دینے والے کا سر قلم کرنا

یوحنا بپتسمہ دینے والے عیسائیت میں عیسیٰؑ کو بپتسمہ دینے اور ان کی نبوت کو شروع کرنے کی راہ ہموار کرنے کے لئے مشہور ہیں۔ متی (متی 14:1-12) اور مارک (مرقس 6:14-29) کی انجیلیں بیان کرتی ہیں کہ ہیروڈ اینٹیپاس نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا جب مبلغ نے بادشاہ کی اپنی بیوی ہیروڈیاس سے شادی کو غیر قانونی قرار دیا تھا، کیونکہ اس نے پہلے اپنے بھائی فلپ سے شادی کی تھی۔ ہیروڈ انٹیپاس نے ابتدا میں یوحنا کو ایک مقدس آدمی کی حیثیت سے قتل کرنے کی مزاحمت کی۔ لیکن پھر اس کی سوتیلی بیٹی سلوم نے اس کی سالگرہ کی تقریب میں اس کے لیے رقص کیا اور اسے جو چاہا وہ دینے کی پیشکش کی۔ اس کی ماں کی طرف سے حوصلہ افزائی کی گئی، جس نے اپنی شادی کے بارے میں یوحنا کے فیصلے سے ناراضگی ظاہر کی، سلوم نے یوحنا بتسمہ دینے والے کے سر کو تھالی میں رکھنے کی درخواست کی، اور اس کی خواہش کو منظور کر لیا گیا۔

باب16

مریمؑ اور عیسیٰؑ

مریمؑ کی پیدائش

(وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو (اسے) میری طرف سے قبول فرما تو تو سننے والا (اور) یوجاننے والا ہے ﴿۳۵﴾ جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور جو کچھ ان کے ہاں پیدا ہوا تھا اللہ کو خوب معلوم تھا تو کہنے لگیں کہ پروردگار! میرے تو لڑکی ہوئی ہے اور (نذر کے لیے) لڑکا (موزوں تھا کہ وہ) لڑکی کی طرح (ناتواں) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ﴿۳۶﴾ تو پروردگار نے اس کو پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پرورش کیا اور زکریا کو اس کا متکفل بنایا زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے کہ مریم یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے وہ بولیں اللہ کے ہاں سے (آتا ہے) بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے ﴿۳۷﴾

وہ لڑکا جس کے لیے مریمؑ کی والدہ نے دعا کی تھی وہ اس لڑکی کی طرح نہیں ہو سکتا تھا — جس کا مطلب یہ ہے کہ مریمؑ کی فضیلت ان

امیدوں سے کہیں زیادہ ہو جائے گی جو اُن کی والدہ نے کیں تھیں۔ زکریاؑ کے لیے مریمؑ کا جواب اللہ کے بارے میں اُن کے گہرے شعور کی عکاسی کرتا ہے، جو کہ واحد داتا ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، زکریاؑ نے فرشتے سے پوچھا کہ جب وہ بوڑھے ہیں اور ان کی بیوی بانجھ ہیں تو ان کے ہاں بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی پیدائش کی کہانی کو بیان کرنے کا ایک مقصد یہ بتانا تھا کہ معجزانہ پیدائش اس شخص کو الٰہی درجہ نہیں دیتی۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے اور عیسیٰؑ کی پیدائش کی اسی طرح کی کہانی لوقا کی انجیل میں مذکور ہے۔

(اے محمد ﷺ) یہ باتیں اخبار غیب میں سے ہیں جو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں اور جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور قرعہ) ڈال رہے تھے کہ مریم کا متکفل کون بنے تو تم ان کے پاس نہیں تھے اور نہ اس وقت ہی ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے ﴿۴۴﴾

مندرجہ بالا حوالے میں (3:44) پیغمبرؐ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے، مریمؑ کی کہانی وحی کا براہ راست نتیجہ ہے اور اس وجہ سے یہ بات عیسائیوں کی طرف سے مستند مانے گئے صحیفوں کے درمیان تمام اختلافات کے باوجود درست ہے۔

محمد عبدہ منار III ، 301 f. میں

محمد عبدہ ایک مصری اسلامی اسکالر، فقیہ، ماہر الٰہیات، فری میسن اور مصنف تھے۔ انہیں عقلیت پر مبنی اسلامی جدیدیت کی کلیدی بانی

شخصیات میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔

شاید قبل از اسلام عربوں کے ذریعہ کند تیروں کے ذریعے قیاس آرائیاں کرنے والوں کی طرح، پجاریوں نے اس بات کا تعین کرنے کے لیے قرعہ ڈالا تھا کہ مریمؑ کی ذمہ داری کس کے پاس ہونی چاہیے، جو ان کی والدہ کی منت سے ہیکل کی خدمت کے لیے وقف تھیں۔

ضمیر "وہ" کا تعلق پادریوں سے ہے، جن میں سے زکریاؑ ایک تھے۔

عیسیٰؑ کی پیدائش

وحی کے فرشتے کی طرف سے اعلان (جبرائیلؑ)

اور کتاب (قرآن) میں مریم کا بھی مذکور کرو، جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرق کی طرف چلی گئیں ﴿۱۶﴾ تو انہوں نے ان کی طرف سے پردہ کر لیا۔ (اس وقت) ہم نے ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا۔ تو ان کے سامنے ٹھیک آدمی (کی شکل) بن گیا ﴿۱۷﴾ مریم بولیں کہ اگر تم پرہیزگار ہو تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں ﴿۱۸﴾ انہوں نے کہا کہ میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا (یعنی فرشتہ) ہوں (اور اس لئے آیا ہوں) کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں ﴿۱۹﴾ مریم نے کہا کہ میرے ہاں لڑکا کیونکر ہوگا مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں بدکار بھی نہیں ہوں ﴿۲۰﴾ (فرشتے نے) کہا کہ یونہی (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ یہ مجھے آسان ہے۔ اور (میں اسے اسی طریق پر پیدا کروں گا) تاکہ اس کو لوگوں کے لئے اپنی طرف سے نشانی اور (ذریعہٴ) رحمت اور (مہربانی) بناؤں اور یہ کام مقرر

ہو چکا ہے ﴿۲۱﴾

اگرچہ بیت اللحم میں پیدا ہوئے، میتھیو اور لوقا کے مطابق، عیسیٰؑ ناصری سے ایک گلیلی تھے۔ وہ 4 قبل مسیح میں مریمؑ کے ہاں پیدا ہوئے۔ میتھیو اور لوقا کے مطابق، جوزف قانونی طور پر صرف ان کے باپ تھے۔

حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی پیدائش کی متوازی تفصیل قرآن مجید کے تیسرے پارے میں بھی دی گئی ہے۔

عیسیٰؑ کا بے عیب یا مافوق الفطرت تصور

اور جب فرشتوں نے (مریم سے) کہا کہ مریم! اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں منتخب کیا ہے ﴿۴۲﴾ مریم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا ﴿۴۳﴾ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) کہ مریم اللہ تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰؑ ابن مریم ہو گا (اور) جو دنیا اور آخرت میں با آبرو اور (اللہ کے) خاصوں میں سے ہو گا ﴿۴۵﴾ اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں) گفتگو کرے گا اور نیکو کاروں میں ہو گا ﴿۴۶﴾ مریم نے کہا پروردگار میرے ہاں بچہ کیونکر ہو گا کہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک تو لگایا نہیں فرمایا کہ اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ

کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرمادیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے ﴿۴۷﴾

اور ان (مریم) کو (بھی یاد کرو) جنہوں نے اپنی عفّت کو محفوظ رکھا۔ تو ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ان کے بیٹے کو اہل عالم کے لئے نشانی بنا دیا ﴿۹۱﴾

جب عیسیٰؑ حاملہ ہوئے، مریم کنواری تھیں، اور وہ "روح القدس کی موجودگی میں ایک بچے کے ساتھ پائی گئیں۔" (متی 1:18 اور لوقا 1:35) مریم تنہائی میں چلی گئیں تاکہ خود کو دُعا اور مراقبہ کے لیے وقف کر دیا جائے۔ "مشرقی جگہ" ممکنہ طور پر مندر میں ایک مشرقی چیمبر کی نشاندہی کرتی ہے، جس کے لیے اُن کی ماں نے مریم کو وقف کیا تھا۔ وحی کا فرشتہ مریمؑ کے سامنے حاضر ہوا، جس کی شناخت لوقا کی انجیل میں فرشتہ جبرائیلؑ کے طور پر ہوئی ہے۔ جیسا کہ 6:9 میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک انسان فرشتے کو اس کے حقیقی مظہر میں نہیں دیکھ سکتا، اس لیے اللہ نے اُن کو مریمؑ کے سامنے "ایک اچھی طرح سے بنے ہوئے انسان کی شکل میں" نظر آنے کا سبب بنایا، جو اُن کے ادراک کے لیے قابل رسائی تھا۔

روح کی اصطلاح اکثر "الٰہی وحی" کو ظاہر کرتی ہے۔ تاہم، کبھی کبھار، اسکو اس ذریعہ کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس کے ذریعے اللہ کے منتخب لوگوں کو اس طرح کی وحی کی جاتی ہے: دوسرے لفظوں میں، وحی کا فرشتہ (یا فرشتہ قوت)۔ روح کے طور پر فرشتہ کا عہدہ ظاہر کرتا ہے کہ مخلوقات کا یہ زمرہ خالصتاً روحانی ہے، بغیر کسی جسمانی عنصر کے۔ مسیح (بعد میں، "جس کا نام مسح ہو گیا" (المسیح)،

عبرانی مشیا سے ماخوذ ہے، "مسح"، ایک اصطلاح بائبل میں اکثر عبرانی بادشاہوں پر لاگو ہوتی ہے، کیونکہ اقتدار میں ان کے الحاق کو مقدس کیا گیا تھا، ہیکل سے لیے گئے مقدس تیل کے چھونے سے۔ ایسا لگتا ہے کہ مسح کرنا عبرانیوں کے درمیان اس قدر اہم رسم رہا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ "مسوح" کی اصطلاح "بادشاہ" کے مترادف بن گئی۔ ان کی زندگی میں ہی انکو مسیح کا شاندار لقب دے دیا گیا تھا۔ اس عہدہ کا صحیح طور پر انجیل کے یونانی ورژن میں کرسٹوس کے طور پر ترجمہ کیا گیا ہے (یونانی فعل ***chriein*** سے ماخوذ ایک اسم، "مسح کرنا")۔ اس شکل میں، "مسیح" کا عہدہ المسیح ہے، جس نے تمام مغربی زبانوں میں اہمیت حاصل کر لی ہے۔

" جو لوگ اللہ کے قریب آئے" کا اظہار، 56:10-12 میں مذکور ہے:

اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں ﴿۱۰﴾ وہی (اللہ کے) مقرب ہیں ﴿۱۱﴾ نعمت کے بہشتوں میں ﴿۱۲﴾

"انسانوں کے لیے ایک علامت،" آیات کی اصطلاح کے متعدد معانی میں سے ایک "نشان" یا "علامت" ہے۔ تاہم، قرآن میں جس معنوں میں یہ سب سے زیادہ استعمال ہوا ہے وہ "ایک الٰہی پیغام" ہے۔ لہٰذا، عیسیٰؑ کے لیے اس کے اطلاق کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ انسانوں کے لیے اللہ کے پیغام کے پیامبر بنے —یعنی ایک نبی— اور اللہ کے فضل کی علامت تھے۔

عام بچے کی پیدائش کی اذیت

تو وہ اس (بچّے) کے ساتھ حاملہ ہو گئیں اور اسے لے کر ایک دور جگہ چلی گئیں ﴿۲۲﴾ پھر دردزہ ان کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مر چکتی اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی ﴿۲۳﴾ اس وقت ان کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے ان کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے ﴿۲۴﴾ اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی ﴿۲۵﴾ تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو کہنا کہ میں نے اللہ کے لئے روزے کی منت مانی تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز کلام نہیں کروں گی ﴿۲۶﴾

اور (دوسری) عمران کی بیٹی مریمؑ کی جنہوں نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اپنے پروردگار کے کلام اور اس کی کتابوں کو برحق سمجھتی تھیں اور فرمانبرداروں میں سے تھیں ﴿۱۲﴾

اور ان کے کفر کے سبب اور مریم پر ایک بہتان عظیم باندھنے کے سبب ﴿۱۵۶﴾

قدیم سامی استعمال میں، ایک شخص کا نام اکثر مشہور آباؤ اجداد یا قبائلی سلسلے کے بانی کے ساتھ منسلک ہوتا تھا۔ چونکہ مریم کا تعلق مقدس ذات سے تھا اور وہ موسیٰؑ کے بھائی ہارونؑ کی نسل سے تھیں، اس لیے انہیں "ہارونؑ کی بہن" کہا جاتا تھا۔ اسی طرح، ان کی کزن الیزابتھ، زکریاؑ کی بیوی، کا ذکر لوقا 1:5 میں ہارونؑ کی "بیٹیوں" میں سے ایک کے طور پر کیا گیا ہے۔ یہاں مریمؑ کے عیسیٰؑ کے تصور کے

بارے میں استعمال ہونے والا لفظ "ہماری روح کا سانس" وہی اظہار ہے جو عام طور پر انسان کی تخلیق کے بارے میں تین دیگر مقامات پر ہے -یعنی 15:29، 38:72، اور 32:9 میں۔ اللہ ہر انسان میں "اپنی روح پھونکتا ہے"، اُنہیں زندگی عطا کرتا ہے۔

مریم کا بطور "اپنی عفت کی حفاظت کرنے والی" بیان کسی بھی غیر قانونی یا اخلاقی طور پر قابل مذمت عمل سے مکمل پرہیز پر زور دینا ہے۔ یہ اس بہتان کے رد کے طور پر کام کرتا ہے کہ عیسیٰؑ کی پیدائش ایک ناجائز تعلق کے نتیجے میں ہوئی۔ مورخین مریمؑ کی عمر 12 سے 14 سال کے درمیان بتاتے ہیں جب عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی تھی۔ مریم ایک نوعمر تھیں، اور آج کے معیار سے ماں بننے کے لیے حیران کن طور پر کافی ک، عمر معلوم ہوتی ہیں۔ تاہم، اُس ثقافت میں جس میں مریم اُس وقت رہتی تھیں، جوان زچگی عام تھی۔

پارتھینوجنیسس

Parthenogenesis اس وقت ہوتی ہے جب ایک انڈا مردانہ فرٹیلائزیشن کے بغیر جنین بن جاتا ہے۔ یہ ستر کے قریب جانوروں کی انواع میں دیکھا گیا ہے لیکن انسانوں میں نہیں۔ انسانوں میں Parthenogenesis کبھی بھی قابل عمل جنین پیدا نہیں کرتا۔

انجیل اور قرآن عیسیٰؑ کے جس تصور کو بیان کرتے ہیں وہ ایک جیسا ہے: مافوق الفطرت یا معجزاتی۔

عیسیٰؑ اپنی ماں کے دفاع میں، ایک جھولے میں بولے۔

پھر وہ اس (بچّے) کو اٹھا کر اپنی قوم کے لوگوں کے پاس لے آئیں۔ وہ کہنے لگے کہ مریم یہ تو تُونے برا کام کیا ﴿۲۷﴾ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی بداطوار آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی ﴿۲۸﴾ تو مریم نے اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بولے کہ ہم اس سے کہ گود کا بچہ ہے کیونکر بات کریں ﴿۲۹﴾

اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں) گفتگو کرے گا اور نیکو کاروں میں ہو گا ﴿۴۶﴾

"وہ لوگوں سے بات کریں گے" اس پیشن گوئی کی حکمت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو عیسیٰؑ کو بہت ابتدائی عمر سے ممتاز کرتی تھی۔ اگرچہ قرآن نے ذکر کیا ہے کہ عیسیٰؑ اپنے جھولے میں رہتے ہوئے بھی انسانوں سے بات کریں گے -یعنی اپنے ابتدائی بچپن سے ہی حکمت سے لبریز ہوں گے - مندرجہ بالا آیات کو لفظی طور پر ایک مافوق الفطرت واقعہ یا معجزہ کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

جنت میں بلند مقام

اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰؑ) اور ان کی ماں کو (اپنی) نشانی بنایا تھا اور ان کو ایک اونچی جگہ پر جو رہنے کے لائق تھی اور جہاں (نتھرا ہوا) پانی جاری تھا، پناہ دی تھی ﴿۵۰﴾

لفظ "غیر آلودہ چشمے" یا "بہتے ہوئے پانی" کا مطلب اور اس کی علامت روحانی پاکیزگی ہے جو جنت کے تصور سے وابستہ ہے، "یہ وہ باغات جن سے بہتا ہوا پانی بہتا ہے۔"

عیسیٰؑ اور پاکیزگی

(وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) کہ مریم اللہ تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے

جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰؑ ابن مریم ہو گا (اور) جو دنیا اور آخرت میں باآبرو اور (اللہ کے) خاصوں میں سے ہو گا ﴿۴۵﴾

اور اپنے پاس شفقت اور پاکیزگی دی تھی۔ اور پرہیزگار تھے ﴿۱۳﴾

انہوں نے کہا کہ میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا (یعنی فرشتہ) ہوں (اور اس لئے آیا ہوں) کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں ﴿۱۹﴾

قرآن نہ صرف عیسیٰؑ بلکہ یوحنا بپتسمہ دینے والے اور مریمؑ کو بھی "پاک" قرار دیتا ہے۔ پاکیزگی کا بے گناہی کے طور پر ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ نئے عہد نامے میں مشہور واقعہ جب عیسیٰؑ نے کنعان کی عورت کو "کتا" کہا تو اسے گناہ ہی سمجھا جائے گا۔ صرف اللہ ہی بے گناہ ہے، اور تمام انسان گنہگار ہیں۔

باب نمبر17

عیسیٰؑ مسیح کی وزارت

سیاسی اور مذہبی مناظر

عیسیٰؑ کی وزارت اور اُن کی تعلیمات کو ان کی زندگی کے دوران موجودہ سیاسی اور مذہبی حالات میں بہتر طور پر سمجھا جاتا ہے۔ عیسیٰؑ کے زمانے میں فلسطین رومی سلطنت کا حصہ تھا۔ عیسیٰؑ کے عوامی کیریئر کے دوران، رومن پریفیکٹ پونٹیئس پیلیٹ تھا، جو ایک معمولی رومن اشرافیہ تھا۔ (پریفیکٹ مختلف تعریفوں کا ایک مجسٹریل عنوان ہے لیکن بنیادی طور پر اس سے مراد ایک انتظامی علاقے کا رہنما ہے۔) پریفیکٹ اس علاقے پر براہ راست حکومت نہیں کرتا تھا۔ اس کے بجائے، اس نے مقامی رہنماؤں پر بھروسہ کیا۔ پریفیکٹ اور اس کی چھوٹی فوج بحیرہ روم کے ساحل پر یروشلم سے تقریباً دو دن کی مسافت پر واقع غیر قوموں کے شہر قیصریہ میں رہتی تھی۔ وہ یروشلم میں صرف یاترا کے تہواروں کے دوران امن کو یقینی بنانے کے لیے آئے تھے—جب بہت زیادہ ہجوم اور حب الوطنی کے موضوعات کبھی کبھار بدامنی یا بغاوت کو جنم دے دیتے ہیں۔ ایک یہودی اعلیٰ پائے کا پادری یروشلم پر حکومت کرتا تھا، جس کی مدد یہودی رہنماؤں کی ایک کونسل کرتی تھی۔ کائفا عیسیٰؑ کی خدمت کے دوران کاہنوں کے سردار کے عہدے پر فائز تھا۔ اُس کے پاس دور

دراز کے رومن پریفیکٹ اور مقامی آبادی کے درمیان ثالثی کرنے کا مشکل کام تھا، جو کافروں کے خلاف دشمنی رکھتا تھا اور غیر ملکی مداخلت سے آزاد رہنا چاہتا تھا۔ ان کی سیاسی ذمہ داری امن و امان برقرار رکھنا اور خراج تحسین پیش کرنے کو یقینی بنانا تھا۔

یہودی فرقے

بہت سے اہم یہودی مذہبی فرقے کئی طریقوں سے مختلف تھے:

وہ قانون کو جانتے تھے اور قانونی دستاویزات کا مسودہ تیار کر سکتے تھے جیسے شادی، طلاق، قرض، وراثت وغیرہ کے معاہدے۔ فریسی قانون کے سب سے زیادہ درست ترجمان ہونے کی شہرت رکھتے تھے، اور وہ مُردوں کے دوبارہ اٹھنے پر یقین رکھتے تھے۔ انہوں نے غیر بائبلی "والدوں کی روایات" پر بھی انحصار کیا۔ کاتبوں کی طرح، فریسی بھی معروف قانونی ماہرین تھے، اس لیے ان دونوں گروہوں کا جزوی ملاپ تھا۔ زیادہ تر اسکالرز کا یہ بھی ماننا ہے کہ فارسی تحریک بعد میں آج کے ربینک یا آرتھوڈوکس یہودیت میں تیار ہوئی۔

فریسیوں کو اکثر انجیلوں میں منافق کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو خلوصِ ایمان سے زیادہ ظاہری نمائش سے متعلق ہیں، ”کیونکہ وہ تبلیغ کرتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے“ (متی 23:3؛ 23:4-5، 23-25-28 بھی دیکھیں).

بہت سے اشرافیہ کے پادریوں کے ساتھ ساتھ کچھ ممتاز عام آدمی، صدوقی تھے۔ انہوں نے باپ دادا کی روایات کو رد کیا اور قیامت کا انکار کیا، جو حال ہی میں فارس سے یہودی فکر میں داخل ہوئی تھی اور پہلی صدی میں زیادہ تر یہودیوں نے اسے قبول کیا تھا۔ صدوقی بظاہر

اشرافیہ، امیر طبقے سے تعلق رکھتے تھے، اعلیٰ پادری خاندانوں کے ساتھ قریبی تعلق رکھتے تھے، اور فلسطین میں رومی حکمرانی سے منسلک تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ صدوق تاریخ سے غائب ہو گئے۔

چار اناجیل کے مسائل

مرقس، میتھیو، لوقا اور یوحنا کے ذریعے عیسیٰؑ کی زمینی خدمت کے چار مختلف ورژن، اور ان کے درمیان اختلافات قارئین کے لیے کچھ الجھن کا باعث بن سکتے ہیں۔ انجیل کی ممکنہ غلطیوں کو بیان کا مقصد ان کی اہمیت کو کم کرنا نہیں ہے بلکہ اس کی حدود کو سمجھنا ہے۔ نیا عہد نامہ ان بنیادی عبارتوں میں سے ایک ہے جس نے مغربی تہذیب کو ڈھالا اور متاثر کیا، اس کی اہمیت کو بڑھاوا نہیں دیا جا سکتا۔

انجیل یونانی میں ہے آرمیرک میں نہیں۔

پولس کے خطوط، نہ کہ انجیلیں قدیم ترین مسیحی تحریریں تھیں، جو عیسیٰؑ کی موت کے تقریباً بیس سال بعد 50 عیسوی میں لکھی گئیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ مصنفین نے انجیلیں لکھیں (پرانی انگریزی میں "گُڈ نیوز" کے مطابق بھی)۔ تاہم، عیسیٰؑ کے پیروکار عام طور پر ان پڑھ کسان تھے، اور ان کی زبان آرمیرک تھی، جو کہ عبرانی اور عربی سے قریبی تعلق رکھنے والی سامی زبان تھی۔

انجیل کے گمنام ذرائع

چاروں انجیلیں چشم دید گواہوں کے بیانات نہیں تھیں اور نہ ہی پہلے فرد کے نظریے میں لکھی گئی تھیں۔ ایسا لگتا ہے کہ عیسیٰؑ کے حقیقی

الفاظ میں سے بہت کم انجیلوں میں درج کیے گئے ہیں۔ انجیل کے مصنفین نے اپنے ذرائع کو ظاہر نہیں کیا۔ عیسیٰؑ کی زندگی کا پہلا مکمل طوالت کا بیان سینٹ مارک کی خوشخبری تھی، جو کہ ان کی موت کے چالیس سال بعد تک 60-80 میں لکھی گئی تھی، اس کے بعد میتھیو، لوقا اور یوحنا نے 75-90 میں لکھا تھا۔

نئے عہد نامے پر پال کا اثر

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ پال کے نقطہ نظر نے پورے نئے عہد نامہ کو متاثر کیا اور اس پر اثر انداز ہوا۔ نئے عہد نامے کی ستائیس کتابوں میں سے تیرہ ان کی لکھی ہوئی تھیں۔ اُس نے ایک ماہر الٰہیات اور خط نویس کے طور پر اپنا اثر بنایا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے عیسیٰؑ کی زندگی، موت اور جی اُٹھنے کے بارے میں بہت سے دلچسپ سوالات کا جواب دیا۔

قیامت کے بعد کا تناظر

سینٹ پال کے قائم کردہ گرجا گھروں میں بعد میں ہونے والی ترقی سے زیادہ تر مواد متاثر ہوا ہے۔ انجیلیں قیامت کے بعد کے نقطہ نظر سے لکھی گئی تھیں، جو کہ عیسائیت کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے، کیونکہ وہ عیسیٰؑ کی زمینی خدمت کو اپنی ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس وقت تک، تاریخی حقائق کو افسانوی عناصر سے ڈھانپ دیا گیا تھا، جس نے اس معنی کا اظہار کیا جو عیسیٰؑ نے اپنے پیروکاروں کے لیے حاصل کیا

تھا۔ یہ وہ معنی ہے جو انجیلیں بنیادی طور پر واقعات کی قابل اعتماد، سیدھی تصویر کشی کے بجائے اُلٹ بیان کرتی ہیں۔

تاریخی عیسیٰؑ

انجیل میں تمام اقوال اور اعمال ان چیزوں کی رپورٹ نہیں ہیں جو عیسیٰؑ نے کہا اور کیا تھا۔ عیسیٰؑ کی موت کے بعد، ابتدائی عیسائیوں نے اُن سے دعا میں بات کی، اور کبھی کبھار عیسیٰؑ نے جواب دیا (2 کرنتھ 8:12-9، 1 کرنتھ 2:13)۔ یہ ابتدائی مسیحیت "تاریخی عیسیٰؑ" اور "آسمانی اللہوند" میں فرق نہیں کر سکتے تھے۔ دعا میں سنے گئے کچھ اقوال تقریباً یقینی طور پر انجیلوں میں ختم ہوئے جیسے عیسیٰؑ نے اپنی زندگی کے دوران کہے تھے۔

Synoptic Gospel اور Gospel of John کے درمیان فرق

میتھیو، مارک اور لوقا کی انجیلیں اس قدر متفق ہیں کہ ان کا مطالعہ متوازی کالموں میں ایک میں کیا جاسکتا ہے۔ جسے Synopsis کہا جاتا ہے اور اسی لیے انہیں Synoptic Gospels کہا جاتا ہے۔ یوحنا کی انجیل اتنی مختلف ہے کہ عام طور پر سوائے اس کے خلاصہ کے ساتھ اسکی مصالحت نہیں کی جاسکتی۔

عیسیٰؑ کی وزارت کا دورانیہ: خلاصہ میں، ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ کا عوامی کیریئر ایک سال سے بھی کم عرصہ تک چلا تھا، کیونکہ صرف ایک فسح کا ذکر ہے۔ یوحنا میں، تین فسحے ہوتے ہیں، جس کا مطلب دو سال سے زیادہ کی وزارت ہے۔ یوحنا نے یروشلم کے کئی دوروں کا بھی ذکر کیا ہے، لیکن صرف ایک کا ذکر خلاصہ میں کیا گیا ہے۔

عیسیٰؑ کی تعلیم کا مواد: سب سے اہم فرق، عیسیٰؑ کی تعلیم کے طریقوں اور مواد میں ظاہر ہوتا ہے۔

اللہ کی بادشاہی: انجیلوں کے خلاصے میں، وہ اللہ کی بادشاہی کے بارے میں مختصر الفاظ اور تمثیلوں میں بات کرتے ہیں، تشبیہات اور تقریر کے اعداد و شمار کا استعمال کرتے ہوئے، جو کہ بہت سے زرعی اور گاؤں کی زندگی سے اخذ کیے گئے ہیں۔ عیسیٰؑ نے شاذ و نادر ہی ابدی زندگی کا ذکر کیا۔ یوحنا میں، دوسری طرف، عیسیٰؑ نے طویل استعاراتی گفتگو کا استعمال کیا، جس میں وہ مرکزی موضوع ہیں۔ وہ شاذ و نادر ہی اللہ کی بادشاہی کا ذکر کرتے ہیں لیکن باقاعدگی سے ابدی زندگی کا ذکر کرتے ہیں۔

غریبوں کے لیے تشویش: انجیل کے خلاصہ میں، عیسیٰؑ غریبوں اور گنہگاروں کے لیے سخت تشویش ظاہر کرتے ہیں۔ یوحنا میں، عیسیٰؑ غریبوں اور گنہگاروں کے لیے بہت کم فکر ظاہر کرتے ہیں۔

معجزات: انجیل کے خلاصہ میں وہ شاذ و نادر ہی اپنے آپ کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اور جب اپنے اختیار کو ثابت کرنے کے لیے "نشانی" مانگی جاتی ہے تو وہ انکار کر دیتے ہیں (مرقس 11:8-12)۔ یوحنا کی انجیل میں، اُن کے معجزات کو "نشانیوں" کے طور پر بیان

کیا گیاہے جو اُن کے دعووں کی صداقت کی تائید کرتے ہیں۔ یہ عیسیٰؑ کو اللہ قرار دینے کے قریب ہے۔ اس طرح کے بیانات Synoptic Gospels میں موجود نہیں ہیں۔ اگر وہ ایمان لاتے اور تبلیغ کرتے تو وہ اللہ تھے۔ Synoptic اناجیل نے ایسی بات درج کی ہوگی۔ یوحنا کی انجیل بھی کبھی بھی واضح طور پر عیسیٰؑ کے قطعی الفاظ کو بیان نہیں کرتی کہ "میں اللہ ہوں۔" یوحنا کی انجیل آج کی آرتھوڈوکس عیسائیت کی نمائندگی کرتی ہے، اور مسیحی معذرت خواہ قسم کے لوگ عیسیٰؑ کی الوہیت کو ثابت کرنے کے لیے اکثر یوحنا کی انجیل کا حوالہ دیتے ہیں۔

توبہ: عیسیٰؑ نے انجیل کے خلاصہ میں توبہ اور معافی کی تبلیغ کی۔ یوحنا میں، عیسیٰؑ نے کبھی توبہ کا ذکر نہیں کیا اور صرف ایک بار معافی کا ذکر کیا (یوحنا 20:23)

تاریخی درستگی: نئے عہد نامہ کے ایک ممتاز اسکالر بارٹ ڈی ایہرمن اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ عیسیٰؑ کیسے اللہ بن گئے؟ "تقریباً سبھی اس بات پر متفق ہیں کہ اگرچہ یہ کینونیکل اناجیل تاریخی عیسیٰؑ کے ماخذ کے طور پر مسائل کا شکار ہیں، لیکن پھر بھی ان میں تاریخی طور پر کچھ درست یادیں موجود ہیں؛ جو کچھ اس نے کہا، کیا، اور تمام آرائشوں اور تبدیلیوں کا تجربہ کیا۔ تاہم، یوحنا کی انجیل تاریخی طور پر سب سے کم قابل اعتماد ہے، Synoptic انجیلوں کے مقابلے میں، زیادہ تر نئے عہد نامے کے اسکالرز کے مطابق، جن میں سے بہت سے عیسائی ہیں۔

اناجیل میں بعد میں اضافے

آخری بارہ آیات کو بعد میں مرقس کی انجیل (16:9-20) میں شامل کیا گیا تاکہ عیسیٰؑ کے جی اٹھنے کا مزید ثبوت پیش کیا جاسکے۔ آیت 1 یوحنا 5:7 بعد میں تثلیث کے دعوے کو تقویت دینے کے لیے شامل کی گئی۔ قدیم ترین یونانی نسخے ظاہر کرتے ہیں کہ یوحنا 7:53- 8:11 میں زناکار عورت کی کہانی اصل میں یوحنا کی انجیل کا حصہ نہیں تھی اور بعد میں اس کا اضافہ تھا۔

زبانی روایات سے تحریری انجیل تک

زبانی روایات اور پروٹو انجیل

عیسیٰؑ کے واقعات اور اقوال کو بڑی حد تک الگ الگ، خود ساختہ اکائیوں کے طور پر اور بعد میں، معجزاتی کہانیوں، تمثیلوں، اقوال وغیرہ کے تحریری مجموعوں کے طور پر منتقل کیا گیا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مارک پہلی انجیل تھی جو میتھیو اور لوقا کی انجیلوں کے ماخذ کے طور پر لکھی اور پیش کی گئی۔

Q دستاویز

میتھیو اور لوقا بھی ایک بڑی مقدار میں مواد کا اشتراک کرتے ہیں جو مارک میں نہیں پایا جاتا ہے اور ایک گمشدہ ماخذ سے ماخوذ ہے جسے Q دستاویز کہا جاتا ہے "Quelle" جرمن لفظ سے "ماخذ۔ ("ان دیگر اقتباسات میں زیادہ تر عیسیٰؑ کے اقوال تھے.

ایم اور ایل ماخذ

میتھیو اور لوقا میں ہر ایک کے لیے کچھ منفرد مواد ہوتا ہے، جسے ایم سورس (یا میتھیو) اور ایل سورس (لوقا) کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں گوسپل (انجیل) کیا ہے؟

عربی میں انجیل یا انجیل واحد ہے (انجیل جمع نہیں) اور پانچ سورتوں میں گیارہ بار ذکر ہوا ہے۔ انجیل، جو چار انجیلوں کا مجموعہ ہے، عیسیٰؑ کے اقوال کی نمائندگی کرتی ہے۔ اللہ کی طرف سے براہ راست وحی ہے نہ کہ چار انجیلوں میں بیان کردہ تبدیل شدہ ورژن۔

جبرائیل فرشتہ مریم کو مخاطب کرتے ہوئے:

اور وہ انہیں لکھنا (پڑھنا) اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائے گا﴿۴۸﴾ اور (عیسیٰؑ) بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر (ہو کر جائیں گے اور کہیں گے) کہ میں تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی کی مورت بشکل پرند بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے (سچ مچ) یوحنا اور ہو جاتا ہے اور اندھے اور ابرص کو تندرست کر دیتا ہوں اور اللہ کے

حکم سے مردے میں یوحناڈال دیتاہوں اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو سب تم کو بتادیتاہوں اگر تم

صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لیے (قدرت اللہ کی) نشانی ہے ﴿۴۹﴾

الکتاب یا کتاب کا لفظ عیسیٰؑ پر اللہ کی وحی کی نمائندگی کرتا ہے، نہ کہ جسمانی کتاب۔ قرآن کو ایک کتاب کے طور پر بھی بیان کیا گیا ہے لیکن اسے زبانی طور پر پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا گیا تھا۔ عیسیٰؑ پر جو وحی نازل ہوئی تھی اس میں تورات اور انجیل دونوں شامل تھے۔ تاہم، تورات ایک پہلے کی وحی تھی جسے "عیسیٰؑ کو دی گئی" کے طور پر بیان کیا گیا تھا کیونکہ اس کا پیشین گوئی کا مشن موسیٰؑ کے قانون پر مبنی تھا، جس کی صرف انجیل کے ذریعہ تصدیق کی گئی تھی اور اسے ختم نہیں کیا گیا تھا۔

(cf. میتھیو v، (17-19)۔)

وحی اور "حکمت" انجیل کے الہامی فلسفیانہ پہلوؤں پر زور دیتے ہیں، اور ایک زیادہ قانونی تورات کے ساتھ، بائبل ایک جامع مذہبی متن کی تشکیل کرتی ہے۔

عیسیٰؑ اور تورات

سبت کے ایک دن، عیسیٰؑ اناج کے کھیتوں سے گزر رہے تھے، اور جب ان کے شاگرد ساتھ چل رہے تھے، وہ اناج کے کچھ سر چننے لگے۔

فریسیوں نے اس سے کہا دیکھو وہ سبت کے دن وہ کام کیوں کر رہے ہیں جو حرام ہے؟ - پھر اُس نے اُن سے کہا، "سبت آدمی کے لیے

بنایا گیا، آدمی سبت کے لیے نہیں۔ (مرقس 2:23-24،27)

اور مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی اس کی تصدیق بھی کرتا ہوں اور (میں) اس لیے بھی (آیا ہوں) کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لیے حلال کر دوں اور میں تو تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ﴿۵۰﴾

ہفتے کا دن تو ان ہی لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ جنہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ اور تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے ﴿۱۲۴﴾

عیسیٰؑ کے پاس تورات کے قوانین میں تبدیلی کرنے کا اختیار تھا۔ عہدہ "رسول" (نبی) کا اطلاق الہامی وحی کے علمبرداروں پر ہوتا ہے، جو ایک نئے نظریاتی نظام یا نظاموں پر مشتمل ہوتا ہے۔ عیسیٰؑ ایک رسول تھے، اور یہ بات کہ، "کچھ چیزوں کو جو [پہلے] حرام تھیں اپنے لیے حلال کر لیں،" سبت کے قانون میں اُن کی گئی تبدیلیوں کے مطابق ہے۔

سبت کو انسان کے لیے کیوں بنایا گیا؟ بائبل کی وضاحت یہ ہے کہ سبت کا دن انسان کے فائدے کے لیے تھا۔ وہ محنت سے، دنیا کی فکروں اور پریشانیوں سے آرام کر سکتا ہے، تاکہ وہ زمینی فکروں سے اپنی توجہ ہٹائے اور ابدیت کی طرف جائے۔

بنی اسرائیل پر سبت کے دن کو نافذ کرنے کا آسمانی نسخہ، اور دیگر سخت پابندیوں اور رسومات کے تمام آداب، سزا کی ایک شکل تھی۔ ان

پر مسلط کردہ مختلف مذہبی قوانین اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لیے ان کی رضامندی کو چاہتے ہیں، جس سے وہ روحانی اور سماجی طور پر ارتقاء کے اللہ کی مرضی کے مطابق بڑھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ چاہے یہودیت ہو یا اسلام میں، اللہ کے نازل کردہ تمام احکامات صرف روحانی نظم وضبط اور خود پر قابو پانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ آخرت میں، اللہ آپ کو اس بات سے آگاہ کرے گا جس کی آپ نافرمانی کرتے تھے۔

کٹے ہوئے ہاتھ کی شفایابی

اور وہاں ایک آدمی تھا جس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا۔ عیسیٰؑ کے خلاف الزامات لگانے کی وجہ ڈھونڈتے ہوئے، اُنہوں نے اُس سے پوچھا، "کیا سبت کے دن شفا دینا جائز ہے؟" اُس نے اُن سے کہا، "اگر تم میں سے کسی کے پاس بھیڑ ہو اور وہ سبت کے دن گڑھے میں گر جائے تو کیا تم اُسے پکڑ کر باہر نہیں نکالو گے؟ ایک شخص بھیڑ سے بھی زیادہ قیمتی ہے! اس لیے سبت کے دن نیکی کرنا جائز ہے۔ پھر اُس نے اُس آدمی سے کہا، "اپنا ہاتھ بڑھا۔ تو، اس نے اسے بڑھایا، اور یہ بالکل بحال ہو گیا، بالکل دوسرے کی طرح آواز۔ لیکن فریسیوں نے سازش کی کہ وہ عیسیٰؑ کو کیسے ماریں گے۔ (متی 12:11-13)

جذام کا علاج

ایک کوڑھ کا مریض آیا اور اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر کہنے لگا، "اللھوند، اگر آپ چاہیں تو مجھے پاک صاف کر سکتے ہیں۔" عیسیٰؑ نے اپنا

ہاتھ بڑھاکر اس آدمی کو چھوا۔ "میں تیار ہوں،" اس نے کہا۔ "صاف رہو!" فوراً وہ اپنے جذام سے پاک ہو گیا۔ (متی 8:2-3)

یہودی قانون کے مطابق اگر کوئی شخص جذام کے مریض کو چھوتا ہے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔

عیسیٰؑ اور معجزات

اُن کا کمیشن ایک قابل عمل چیز کی شکل اختیار کرتا ہے۔ ثبوت اُن کے معجزات ہیں۔ عیسیٰؑ نہ صرف بیماروں کو شفا دیتے ہیں، بلکہ انہوں نے جھولے میں رہتے ہوئے بھی معجزے کئے، جو بچپن کی خوشخبری میں کہانی کی بازگشت کرتی ہے، جس کی ایک قبطی تصدیق بھی موجود ہے۔ پہلی صدی میں، شفا دینے والوں اور معجزاتی کارکنوں کو مافوق الفطرت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ عیسیٰؑ نے خود بیان کیا کہ دوسرے معجزات کر سکتے ہیں، جیسے کہ ایکسروازم، اُن کی پیروی کرنا۔ (متی 12:27؛ مرقس 9:38-41؛6:7) اُن کے زمانے میں، معجزات نہ تو الوہیت اور نہ ہی مسیحیت کا ثبوت تھے، اور زیادہ سے زیادہ، وہ کسی فرد کے پیغام یا طرزِ زندگی کی توثیق کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔ عیسیٰؑ نے اپنے معجزات کے لیے کوئی انعام نہیں مانگا اور لوگوں سے التجا کی کہ وہ اُن کی اِن طاقتوں کا ذکر نہ کریں۔ ایک معجزاتی کارکن کے طور پر یوحنا کی اس کی ناپسندیدگی کی وجہ تجسس کو پورا کرنے کے لیے پریشان ہونے سے آگے بڑھ گئی تھی۔

عیسیٰؑ کی وزارت کی آمد

عیسیٰؑ کا بپتسمہ

اور اُن دنوں میں ایسا ہوا کہ عیسیٰؑ گلیل کے ناصرت سے آیا اور یردن میں یوحنا سے بپتسمہ لیا۔ اور فوراًپانی سے باہر نکل کر آسمان کو کھلی ہوا اور روح کو کبوتر کی طرح اپنے اوپر اترتے دیکھا: اور آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔ (مرقس 9:1-11)

عیسیٰؑ کی عوامی وزارت اس وقت شروع ہوئی جب انہوں نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کے ذریعہ بپتسمہ لیا (مرقس 1:2-28)۔ عیسیٰؑ نے یوحنا کا بپتسمہ کیوں لیا — گناہ کے دھونے اور روحانی پاکیزگی کی علامت؟ میتھیو کو یہ شرمناک معلوم ہوا کہ عیسیٰؑ نے یوحنا سے توبہ کا بپتسمہ لیا۔ اس طرح، انہوں نے یوحنا کو بپتسمہ دینے پر احتجاج کیا اور دعویٰ کیا کہ عیسیٰؑ کو اس کے بجائے یوحنا کو بپتسمہ دینا چاہیے تھا (متی 3:13-17)؛ تاہم، یہ اعتراض مارک یا لوقا میں درج نہیں ہے۔

اللہ کے بیٹے کا یہودی تصور

عبرانی بائبل میں لفظ "تو میرا پیارا بیٹا ہے" یا "اللہ کا بیٹا" فرشتوں، انسانوں یا حتیٰ کہ تمام انسانیت کا حوالہ دیتے ہوئے بہت سے ممکنہ معنی

رکھتاہے۔یہ کبھی کبھی متوقع مسیحا شخصیت کے لیے استعمال ہوتا تھا۔یہ ایک انسانی منصف یا حکمران (زبور 82:6)اور "اعلیٰ ترین کے فرزند" کو بھی ظاہر کرتا ہے۔زیادہ مخصوص معنوں میں، "اللہ کا بیٹا" ایک لقب ہے جو صرف اسرائیل کے حقیقی بادشاہ پر لاگو ہوتا ہے (2 سموئیل 7:14)، بادشاہ داؤدؑ اور ان کی اولاد کے حوالے سے جنہوں نے ان کے خاندان کو جاری رکھا (زبور 89:27 -28)۔انجیل کی یہودی تشریح میں، عیسیٰؑ کا "اللہ کے بیٹے" کے طور پر ہونا ایک متقی مقدس آدمی کے مساوی ہے جو الٰہی مداخلت کے ذریعہ معجزات اور بدکاریوں کے خاتمے کو انجام دیتا ہے۔درحقیقت، "ڈیڈ سی سکرولز" میں، اللہ کے بیٹے کی اصطلاح کو اسی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

مسیح کا مفہوم

عیسیٰؑ کی زندگی کے دوران، فلسطین میں بہت سے یہودیوں کو یقین تھا کہ وہ مسیحا ہے۔ مسیحا کی اصطلاح الوہیت کے برابر نہیں ہے۔ مسیح (لائٹ.، جس کا نام مسح [المسیح] ہوگا): عہدہ المسیح عبرانی مشیا سے ماخوذ ہے، "ممسوح" -ایک اصطلاح جو بائبل میں اکثر عبرانی بادشاہوں پر لاگو ہوتی ہے۔ تقریباً 30 عیسوی میں عیسیٰؑ کی موت کے وقت تک، یہودی پرجوش توحید پرست تھے، اس لیے کسی کو بھی مسیحا سے الٰہی شخصیت کی توقع نہیں تھی، لیکن وہ ایک عام، اگرچہ مراعات یافتہ، انسان کی توقع رکھتے تھے۔

Apocalyptic انبیاء

30 کی دہائی کے وسط میں، مسیحؑ کا ایک مختصر عوامی کیریئر تھا، شاید ایک سال سے بھی کم، جس کے دوران انہوں نے کافی توجہ حاصل کی۔

apocalyptic مبلغین کا بنیادی پیغام یہ تھا کہ تاریخ کا خاتمہ قریب ہے، اور اللہ جلد ہی بُری رومی سلطنت کا تختہ الٹنے اور زمین پر اپنی حکمرانی قائم کرے گا۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے، عیسیٰؑ، اور ان کے حواریوں کا خیال تھا کہ یہ آخری وقت کے واقعات ان کی زندگیوں میں رونما ہوں گے۔

عیسیٰؑ اور یوحنا بپتسمہ دینے والے کا خیال تھا کہ شیطان اور شیاطین کے ذریعے شیطانی قوتیں دنیا پر حکومت کرتی ہیں۔ اللہ اور اس کے فرشتے جلد ہی مداخلت کریں گے اور شیطانی قوتوں کو شکست دیں گے اور اللہ کی بادشاہی کا آغاز کریں گے۔ اللہ جلد ہی آسمان سے ایک خلیفہ بھیجنے والا تھا، ابن آدم، جو زمین پر اللہ کی بادشاہی قائم کریں گے۔ عیسیٰؑ اس مملکت کے بادشاہ ہونگے، اور ان کے بارہ شاگرد ان کے ماتحت خدمت کریں گے۔

اللہ کی سلطنت

تمام اناجیل اس بات پر متفق ہیں کہ عیسیٰؑ نے اللہ کی بادشاہی کا اعلان کیا، انہوں نے اس بادشاہی کے بارے میں اپنے نظریہ کے مختلف ورژن پیش کیے۔ ایک یہ کہ اللہ کی بادشاہی آسمان پر موجود ہے اور یہ کہ لوگ موت کے وقت اس میں داخل ہو سکتے ہیں (مرقس

9:7)۔ یہ تمثیل بھی کہ بادشاہی خمیر کی مانند ہے جو آہستہ آہستہ پوری روٹی کو خمیر کر دیتی ہے (متی 13:33) اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ عیسیٰؑ نے اللہ کی بادشاہی کو موجودہ وقت میں شروع کرنا سمجھ لیا۔ جزوی طور پر زمین پر موجود بادشاہی کے بارے میں بیانات عیسیٰؑ کے پیغام کی eschatological نوعیت کی نفی نہیں کرتے۔ دنیا کے اختتام پر، بادشاہی اپنی پوری طاقت اور شان و شوکت کے ساتھ زمین پر آئے گی، اس وقت اللہ کی مرضی ”زمین پر ویسا ہی ہو گی جیسا کہ آسمان پر ہے“ (متی 6:10)۔

عیسیٰؑ نے اللہ کی بادشاہی کی آمد کا اعلان کیا۔ انہوں نے ہیکل کی تباہی کی پیشین گوئی کی (مرقس 13:2) اور ممکنہ طور پر اس کی تعمیر نو کی (مرقس 14:58)؛ وہ ایک گدھے پر سوار یروشلم میں داخل ہوئے، جو ان کی بادشاہی کی علامت ہے (مرقس 11:4-8، میتھیو 21:1-11)؛ وضاحت کے لیے زکریا 9:9 دیکھیں۔ اُنہوں نے اپنے حواریوں کے ساتھ ایک آخری کھانا کھایا جس میں اُنہوں نے کہا کہ وہ ”اُس دن تک انگور کا جوس نہیں پئیں گے جب تک اللہ کی بادشاہی نہ قائم ہو جائے“۔ (مرقس 14:25)

اصطلاح "عیسائی" کا مرکز

نئے عہد نامے میں ایسا کوئی بیان یا مفہوم نہیں ہے کہ عیسیٰؑ نے کسی مذہب کو فروغ دیا، شروع کیا یا شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ کتاب رپورٹ کرتی ہے کہ عیسیٰؑ کے پیروکاروں کو "مسیحی" کہا جاتا تھا، لیکن یہ انطاکیہ کے کافروں کی طرف سے مذاق میں بنائی جانے والی اصطلاح تھی۔ عیسیٰؑ کے حواریوں نے خود کو "راستہ کا پیروکار" کہا۔ عیسیٰؑ نے اپنے پیروکاروں کو یہودیت سے عیسائیت میں تبدیل نہیں

کیا۔ نہ ہی عیسیٰؑ اور نہ ہی اُن کے پیروکاروں نے کبھی اس بات کی وکالت کی کہ کوئی بھی ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں تبدیل ہو جائے۔

عیسیٰؑ توحید پرست تھے، جیسا کہ اُن کے پیروکار بھی تھے۔ وہ ایک ایسے انسان تھے جنہوں نے تورات کی پیروی کی اور قوانین میں اضافہ کیا اور ان کی اصلاح کی۔ عیسیٰؑ ایک عقیدت مند اور قابل انسان تھے جو تورات کو اندر سے جانتے تھے۔ پہلے عیسائیوں نے عیسیٰؑ کو ایک نئے موسیٰ، ایک نئے یسوع، ایک نئے اسرائیل کے بانی کے طور پر سمجھا۔ اُنہوں نے عیسیٰؑ کو ایک نبی کے طور پر پہچانا—اور ایک تخلیق شدہ انسان سے زیادہ نہیں۔

اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا اور ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب (کے سلسلے) کو (وقتاً فوقتاً جاری) رکھا تو بعض تو ان میں سے ہدایت پر ہیں۔ اور اکثر ان میں سے خارج از اطاعت ہیں ﴿۲۶﴾ پھر ان کے پیچھے انہی کے قدموں پر (اور) پیغمبر بھیجے اور ان کے پیچھے مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کو بھیجا اور ان کو انجیل عنایت کی۔ اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی ان کے دلوں میں شفقت اور مہربانی ڈال دی۔ اور لذات سے کنارہ کشی کی تو انہوں نے خود ایک نئی بات نکال لی ہم نے ان کو اس کا حکم نہیں دیا تھا مگر (انہوں نے اپنے خیال میں) اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (آپ ہی ایسا کر لیا تھا) پھر جیسا اس کو نباہنا چاہیئے تھا نباہ بھی نہ سکے۔ پس جو لوگ ان میں سے ایمان لائے ان کو ہم نے ان کا اجر دیا اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں ﴿۲۷﴾

باب18

عیسیٰؑ کی تعلیمات

اور قرآن کا موازنہ

پہاڑ پر خطبہ

عیسیٰؑ اور اُن کے شاگرد سفر پر تھے؛ انہوں نے گلیل اور اس کے آس پاس کے آس پاس سفر کیا، اور عیسیٰؑ نے مختلف شہروں اور دیہاتوں، دیہی علاقوں اور گلیل کی سمندر کے کنارے پر تعلیم اور شفادی۔ پہاڑ پر خطبہ شاید عیسیٰؑ کی تعلیمات میں سب سے زیادہ مشہور خطبہ ہے۔ یہ کسی سٹینوگرافک یا عینی شاہد کا حوالہ نہیں ہے۔ چند مستثنیات کے ساتھ، یہ پوری طرح سے مطابقت رکھتا ہے۔ قرآنی تعلیمات۔ (اس قرآنی سیریز کے مصنف نے بائبل کے نئے بین الاقوامی ورژن کا استعمال کیا ہے کیونکہ یہ موجودہ انگریزی میں لکھا گیا ہے اور اس نسخے کے بجائے سمجھنے میں آسان ہے جو کہ متروک الفاظ اور بٹی ہوئی ترکیب سے بھرا ہوا ہے)

Beatitudes

وعظ کا آغاز اس سے ہوتا ہے جسے عام طور پر Beatitudes کہا جاتا ہے، مختصر اقوال جو "مبارک ہیں..." کے الفاظ سے شروع ہوتے ہیں۔ یونانی صفت "مبارک" کا ترجمہ ایسے کیا گیا ہے جو ایک عبرانی لفظ کی نمائندگی کرتا ہے اور جو پرانے عہد نامہ میں اکثر استعمال ہوتا ہے، خاص طور پر زبور اور امثالات میں۔ اس کا مطلب ہے خوش قسمت، خوش نصیب، مبارکباد دیا گیا، یا اس جیسا کوئی لفظ۔

اور بھیڑ کو دیکھ کر وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور جب وہ بیٹھے تو ان کے شاگرد ان کے پاس آئے اور انہوں نے ان کو تعلیم دی اور کہا: مبارک ہیں وہ جو روح کے غریب ہیں کیونکہ انکے لئے آسمان کی بادشاہی ہے. مبارک ہیں وہ جو ماتم کرتے ہیں کیونکہ انہیں تسلی دی جائے گی۔ مبارک ہیں بُردبار لوگ؛ کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ سیر ہو جائیں گے۔ مُبارک ہیں وہ جو رحم کرنے والے ہیں کیونکہ اُن پر رحم کیا جائے گا۔ مبارک ہیں وہ جو پاک دل والے ہیں کیونکہ وہ اللہ کو دیکھیں گے۔ مبارک ہیں صلح کرنے والے کیونکہ وہ اللہ کے دوست کہلائیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کی وجہ سے ستائے جاتے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان کی ہے۔ مبارک ہو آپکو، جب لوگ میری خاطر تم پر طعنہ زنی کریں گے، تمہیں ستائیں گے، اور تمہارے خلاف ہر طرح کی برائی پھیلائیں گے۔ خوشی مناؤ، اور بہت خوش ہو، کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر عظیم ہے، کیونکہ انہوں نے تم سے پہلے نبیوں کو بھی اسی طرح ستایا تھا۔ (متی 5:1-12)

یہ غریب، عاجز، مظلوم عام لوگوں سے تھا کہ عیسیٰؑ نے اللہ کی بادشاہی کی برکات کا وعدہ کیا تھا۔ عیسیٰؑ کے حواریوں کو بھی اس کی وجہ سے

برا بھلا کہا گیا اور ستایا گیا۔

نمک اور روشنی

تم زمین کا نمک ہو۔ لیکن اگر نمک اپنی نمکینیت کھو دے تو اسے دوبارہ نمکین کیسے بنایا جا سکتا ہے؟ نمک پھر اب کسی چیز کے لیے اچھا نہیں رہتا سوائے باہر پھینکے کے اور پاؤں تلے روندنے کے۔ آپ دنیا کی روشنی ہیں۔ پہاڑی پر بنی بستی چھپ نہیں سکتی۔ نہ لوگ چراغ جلا کر پیالے کے نیچے رکھتے ہیں۔ اس کے بجائے، وہ اسے اپنے فانوس پر واضح رکھتے ہیں، گھر کے ہر فرد کو روشنی دیتے ہیں۔ اِسی طرح آپ کی روشنی دوسروں کے سامنے چمکے تا کہ وہ آپ کے اچھے کام دیکھیں اور آپ کے آسمانی باپ کی تمجید کریں۔ (متی 5:13-16)

Beatitudes کے فوراً بعد یہ استعاروں کی ایک سیریز کا پہلا حصہ ہے۔ قدیم دنیا میں، نمک قیمتی تھا؛ یونانیوں کا خیال تھا کہ یہ تقریباً ایک الہی چیز ہے، اور رومی بعض اوقات اپنے سپاہیوں کو نمک کے ساتھ ادائیگی کرتے تھے۔ ایک سپاہی جو اپنے فرائض کو انجام نہیں دیتا تھا اسے کہا جاتا "یہ اس نمک کے قابل نہیں تھا۔" جس طرح نمک خرابی سے بچاتا ہے، حواریوں کا فرض تھا کہ وہ اچھے کاموں اور مضبوط اخلاق کے ذریعے دنیا کی پاکیزگی کی حفاظت کریں۔ آپ کی روشنی لوگوں کے سامنے ایسے چمکے کہ وہ آپ کے اچھے کام دیکھیں۔ حواریوں کو دنیا سے چھپنا نہیں چاہیے۔ ایسا کرنے سے وہ مقصد ختم ہو جائے گا جس کے لیے انہیں چنا گیا تھا۔

عیسیٰؑ اور یہودی قانون

یہ مت سمجھنا کہ میں شریعت یا انبیاء کو ختم کرنے آیا ہوں۔ میں ان کو ختم کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین غائب نہ ہو جائیں، سب سے چھوٹا خط، قلم کا چھوٹا سا جھٹکا بھی شریعت سے غائب نہیں ہو گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان میں سے کسی ایک حکم کو توڑتا ہے اور دوسروں کو بھی ایسا ہی کرنا سکھاتا ہے وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو کوئی ان پر عمل کرتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے وہ آسمان کی بادشاہی میں عظیم کہلائے گا۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ جب تک تمہاری راستبازی فریسیوں اور شریعت کے معلمین کی راستبازی سے زیادہ نہ ہو جائے، تم یقیناً آسمان کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو گے۔ آپ نے سنا ہو گا کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ 'قتل نہ کرو' اور 'جو کوئی قتل کرے گا اس کی سزا ہو گی۔ لیکن میں کہتا ہوں، اگر آپ نے کسی سے ناراض بھی ہونا ہے، تو آپ فیصلے کے تابع ہیں! اگر آپ کسی کو بیوقوف کہتے ہیں تو آپ کو عدالت میں پیش کیے جانے کا خطرہ ہے۔ اور اگر آپ کسی پر لعنت بھیجتے ہیں تو آپ کو جہنم کی آگ کا خطرہ ہے۔ لہذا، اگر آپ ہیکل میں قربان گاہ پر قربانی پیش کر رہے ہیں اور آپ کو اچانک یاد آئے کہ کسی کو آپ سے کوئی ناراضگی ہے، تو اپنی قربانی وہیں قربان گاہ پر چھوڑ دیں، جائیں اور اس شخص سے صلح کریں۔ پھر دوبارہ آئیں اور اپنی قربانی اللہ کو پیش کریں۔ (متی 5:17-24)

سب سے چھوٹا خط قانون کی مختصر تفصیلات کی نمائندگی کرتا ہے۔ قانون اس وقت پورا ہوتا ہے جب اس کی پوری طرح اطاعت کی جاتی

ہے اور قانون جس چیز کا مطالبہ کرتا ہے اسے پوری طرح سے پورا کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو کوئی ان میں سے کسی ایک حکم میں نرمی کرتا ہے اور لوگوں کو ایسا کرنا سکھاتا ہے وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص معمولی احکام کو توڑتا ہے اور اس طرح کے چھوٹے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے وہ اب بھی آسمان کی بادشاہی میں داخل ہو گا۔ قربان گاہ پر پیش کی جانے والی قربانی کو اس وقت تک ملتوی کر دینا چاہیے جب تک کہ کسی ساتھی آدمی کے خلاف نا قابل معافی جرم درست نہ ہو جائے۔ انسان کے حقوق ان فرائض پر فوقیت رکھتے ہیں جو انسان کے لئے اللہ کے ذمہ ہیں، یہ تصور قرآنی تعلیمات سے مطابقت رکھتا ہے۔

یہودی قانون انجیلوں میں بہت سے حوالوں کا مرکز ہے۔ عیسیٰؑ نے بار بار اصرار کیا کہ وہ یہودی صحیفوں کو برقرار رکھیں اور پورا کریں، وہ ان کے خلاف نہیں تھے۔ عیسیٰؑ نے اپنے پیروکاروں کو نصیحت کی کہ وہ شریعت پر اٹل ہو کر عمل کریں۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام نہ صرف تورات کے قوانین کی پابندی کرنے پر اصرار کرتے ہیں بلکہ انہوں نے مزید کہا کہ شریعت کی پابندی صرف بیرونی نہیں ہونی چاہیے بلکہ اندرونی بھی ہونی چاہیے۔ انہوں نے دلیل دی کہ پورے قانون کا خلاصہ زیادہ سے زیادہ اس میں کیا جا سکتا ہے جسے عام طور پر سنہری اصول کہا جاتا ہے: "دوسروں کے ساتھ ویسا ہی کریں جیسا کہ آپ چاہتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ کریں۔" عیسیٰؑ نے سخت قانون میں کچھ عام فہم مستثنیات کیں اور دوسرے یہودی رہنماؤں کے مقابلے میں کچھ قوانین کی مختلف وضاحت کی۔

انجیل میں، فریسیوں کو اکثر منافق کہا جاتا ہے۔ عیسیٰؑ کا جو راستبازی کا مطلب تھا وہ کاتبوں اور فریسیوں (5:20) سے بڑھ کر اللہ کی

ظاہری مرضی کو اس کے باطنی ارادے کے مطابق ماننے کی ایک بھرپور کوشش تھی۔ اس لیے نہیں کہ ہر شے کو واضح طور پر حکم دیا گیا تھا یا مقدس متن سے منطقی طور پر اخذ کیا جا سکتا تھا بلکہ اس لیے کہ کسی کے ضمیر اور فیصلے نے ان سب کے بنیادی اصول کا جواب دیا۔ فریسیوں کی تشریح کا طریقہ قانون کے خط پر قانونی طور پر زور دیتا تھا۔ اُن کی وسیع الجثہ (تخلیقی استدلال) شریعت کی لازمی روح اور اصول میں عیسیٰؑ کی براہ راست رسائی کے برعکس تھی۔ انہوں نے کاتبوں اور فریسیوں کے چھوٹی چھوٹی باتوں میں مشغول ہونے کے رجحان کو مسترد کر دیا، ان کی پہلی چیزوں کو ترجیح دینے میں جس چیز کو سوالیہ نشان بنایا جاتا ہے وہ قانون کی تشریح کے لیے ان کا طریقہ ہے۔ عیسیٰؑ؛ موسیٰ کی شریعت کے اُن سے کم عقیدت مند نہیں تھے۔ تاہم، انہوں نے زبانی قانون کو محض "مردوں کی روایت" کے طور پر مسترد کر دیا (مرقس 7:8-9؛ میتھیو 15:3)۔ اس نے فریسیوں اور فقیہوں کو بتایا کہ وہ اپنی روایت سے "اللہ کے کلام کو باطل کر رہے ہیں" (مرقس 7:13؛ متی 15:6)۔

پال اور عیسیٰؑ کے متضاد موقف

پال کی تعلیمات کہ غیر قوموں کو عیسائیت میں تبدیل کرنے کے لئے تورات کے قوانین پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، عیسیٰؑ کی تعلیمات سے متصادم ہے۔ عیسیٰؑ کے الفاظ اتنے واضح اور سیدھے ہیں کہ اس میں کسی بڑی تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔ مسیحی معذرت خواہوں نے تورات کے مقدس قانون کے بارے میں پال اور عیسیٰؑ کے متضاد موقف کو ہم آہنگ کرنے کے لیے پیچیدہ اور بعض

اوقات ناقابل فہم وضاحتیں پیش کی ہیں۔

پوشیدہ نماز پڑھنا افضل ہے۔

اور جب تم دعا کرو تو ریاکاروں کی طرح نہ بنو کیونکہ وہ عبادت خانوں اور گلیوں کے کونوں میں کھڑے ہو کر دعا کرنا پسند کرتے ہیں تا کہ دوسروں کو نظر آئے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُنہیں اُن کا پورا اجر مل گیا۔ لیکن جب آپ دعا کریں تو اپنے کمرے میں جائیں، دروازہ بند کریں، اور اپنے غیبی باپ سے دعا کریں۔ تب تمہارا باپ جو پوشیدہ کاموں کو دیکھتا ہے، تمہیں اجر دے گا۔ اور دعا کرتے ہوئے، کافروں کی طرح فضول تکرار کا استعمال نہ کرو، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی بہت سی باتوں میں سنی جائے گی۔ اُن کی طرح نہ بنو، کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے سے جانتا ہے کہ تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ (میتھیو 6:5-8)

غذائی پابندیاں

یہودیوں کو گوشت، چوہے، کیڑے مکوڑے، سور کا گوشت اور شیل فش کھانے کی اجازت نہیں ہے (احبار 11؛ استثنا 14)، اور آخری دو ممانعتیں انہیں دوسرے لوگوں سے الگ کرتی ہیں۔ مرقس 7:19 کے مطابق: عیسیٰؑ نے "تمام کھانوں کو پاک قرار دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ پیٹر نے یہ سب سے پہلے عیسیٰؑ کی موت کے بعد ایک "آسمانی مکاشفہ" کے ذریعے سیکھا تھا (اعمال 10:9-16)۔ عیسیٰؑ نے اپنی زندگی کے دوران تورات کے غذائی قوانین کی مخالفت نہیں کی۔

روزہ رکھنا

اور جب آپ روزہ رکھیں تو اسے ظاہر نہ کریں، جیسا کہ منافقین کرتے ہیں، کیونکہ وہ دکھی اور پراگندہ نظر آنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کے روزے کی وجہ سے ان کی تعریف کریں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہ واحد انعام ہے جو انہیں کبھی ملے گا۔ لیکن جب آپ روزہ رکھتے ہیں تو اپنے سر پر مسح کریں اور اپنا چہرہ دھوئیں، تاکہ دوسروں پر ظاہر نہ ہو کہ آپ روزہ رکھتے ہیں، بلکہ صرف آپ کے غیب باپ کو۔ اور تمہارا باپ جو پوشیدہ کاموں کو دیکھتا ہے، تمہیں اجر دے گا۔ (متی 6:16-18)

اپنے پر الزام لگانے والے کے ساتھ تنازعات کو حل کریں۔

عدالت میں جاتے وقت اپنے الزام لگانے والے کے ساتھ جلدی سمجھوتہ کرلو، ایسا نہ ہو کہ آپ کا الزام لگانے والا آپ کو جج اور جج آپکو محافظ کے حوالے کردے اور آپ کو جیل میں ڈال دیا جائے۔ سچ میں، میں کہتا ہوں کہ آپ اس وقت تک وہاں سے نہیں نکلیں گے جب تک کہ آپ اپنا آخری فیصد ادا نہ کردیں۔ (متی 5:25-26)

یہ مشورہ اس لئے ہے کہ الزام لگانے والے کے ساتھ جلد مفاہمت کی کوشش کی جائے۔ اپنی مرضی سے جو صحیح ہے وہ کریں۔ انتظار نہ کریں جب تک کہ آپ اسے کرنے پر مجبور نہ ہوں۔ میتھیو کی انجیل میں، اس آیت کو جیل سے باہر رہنے کے لیے عملی مشورے سے

تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ لوقا میں، سیاق وسباق واضح کرتا ہے کہ یہ ایک eschatological استعارہ ہے، جس میں جج اللہ اور قید کی ابدی سزا ہے۔

طلاق

یہ بھی کہا گیا کہ "جو اپنی بیوی کو طلاق دے، وہ اسے طلاق کا سرٹیفکیٹ دے" ۔لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو بدکاری کے علاوہ طلاق دیتا ہے وہ زنا کرتا ہے اور جو کسی مطلقہ سے شادی کرتا ہے وہ زنا کرتا ہے۔(متی 5:31-32)

اسلام میں، طلاق کی اجازت صرف آخری حربے کے طور پر دی گئی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔"

قسم اور نذریں۔

ایک بار پھر، آپ نے سنا ہے کہ بہت پہلے لوگوں سے کہا گیا تھا کہ اپنی قسم نہ توڑو بلکہ جو نذر تم نے رب کے نام پر مانی ہے اسے پورا کرو۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ہرگز قسم نہ کھاؤ، نہ آسمان کی، کیونکہ وہ اللہ کا تخت ہے، یا زمین کی، کیونکہ وہ اس کے قدموں کی چوکی ہے، یا یروشلم کی، کیونکہ وہ عظیم بادشاہ کا شہر ہے۔ اور اپنے سر کی قسم نہ کھاؤ کیونکہ تم ایک بال بھی سفید یا سیاہ نہیں کرسکتے۔ بس ایک سادہ سی

بات کہنا،'ہاں، میں کروں گا'یا'نہیں، میں نہیں کروں گا'؛اس سے آگے جو کچھ ہے وہ شیطان کی طرف سے ہے۔(متی5:33-37)

اپنے دشمنوں اور پڑوسیوں سے پیار کرو

تم نے سنا ہے کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں کہتا ہوں، کسی برے شخص کا مقابلہ نہ کرو!اگر کوئی آپ کے دائیں گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال پیش کر دو۔ اور اگر کوئی تم پر مقدمہ کر کے تمہاری قمیض لینا چاہے تو اپنا کوٹ بھی دے دو۔ اگر کوئی تمہیں ایک میل جانے پر مجبور کرے تو اس کے ساتھ دو میل چلو۔ جو تجھ سے مانگے اُسے دے اور جو تجھ سے قرض لے اُس سے انکار نہ کرو۔ تم نے سنا ہے کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت کرو اور اپنے دشمن سے نفرت کرو۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور ان کے لیے دعا کرو جو تمہیں ستاتے ہیں۔ اس طرح، آپ جنت میں اپنے باپ کے حقیقی فرزندوں کے طور پر کام کر رہے ہوں گے۔ کیونکہ وہ اپنی روشنی برے اور اچھے دونوں کو دیتا ہے، اور وہ راستبازوں اور ظالموں پر یکساں بارش بھیجتا ہے۔ اگر آپ صرف ان سے محبت کرتے ہیں جو آپ سے محبت کرتے ہیں تو اس کا کیا اجر ہے؟ یہاں تک کہ کرپٹ ٹیکس جمع کرنے والے بھی اتنا ہی کرتے ہیں۔ اگر آپ صرف اپنے دوستوں کے ساتھ مہربان ہیں تو آپ کسی اور سے کیسے مختلف ہیں؟ کافر بھی ایسا کرتے ہیں۔ لہذا، کامل رہیں؛ جیسا کہ آپ کا آسمانی باپ کامل ہے۔(متی5:38-48)

بائبل کا میرا پسندیدہ حوالہ۔ عیسیٰؑ نے انقلابی الفاظ کہے کہ ہمیں اپنے دشمنوں سے اس حد تک محبت کرنی چاہیے کہ انہیں برکت دی

جائے۔ تصور کریں کہ تمام لوگ اپنے دشمنوں سے محبت کرنے لگیں۔ ایسا امن قائم ہو گا جو دنیا نے کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔ عیسیٰؑ نے جو تصورات سکھائے وہ آج بھی اتنے ہی مضبوط ہیں جتنے کہ وہ دو ہزار سال پہلے تھے کیونکہ وہ ہماری تفرقہ انگیز انسانی فطرت اور خود سے جنگ کرنے کی انسانیت کی تاریخی مجبوری کے خلاف ہیں۔ عیسیٰؑ نے اپنے دشمن سے محبت کرنے کی وجہ بتائی- یہ اللہ ہے جو اپنے پیدا کردہ سورج کو ہر اچھے اور برے پر چمکاتا ہے اور جو راستبازوں اور بے انصافوں پر اپنی بارش برساتا ہے۔ عیسیٰؑ کی طرف سے سکھائے گئے مفاہمت کے بنیادی خیال کو بعد میں قرآن میں دہرایا گیا۔ اپنے دشمنوں سے محبت کرنے کا مطلب ہے ان کے لیے دعا کرنا، ان کو برکت دینا، ان کے ساتھ بھلائی کرنا— مختصر یہ کہ برائی کے بدلے اچھائی کا بدلہ دینا۔

اچھے سامری کی پڑوسی

ایک موقع پر، شریعت کا ایک ماہر عیسیٰؑ کو آزمانے کے لیے کھڑا ہوا۔ "استاد گرامی، "اس نے پوچھا، "ابدی زندگی کے وارث ہونے کے لیے مجھے کیا کرنا چاہیے؟" "قانون میں کیا لکھا ہے؟" انہوں نے جواب دیا. "تم اسے کیسے سمجھتے ہو؟" اُس نے جواب دیا، " اپنے اللہ سے، اپنے سارے دل، اپنی ساری جان، اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے پیار کرو۔ اور " اپنے پڑوسی سے اپنے جیسا پیار کرو۔" عیسیٰؑ نے جواب دیا" تم نے صحیح جواب دیا ہے۔" ایسا کرو گے، تو تم اچھے رہو گے۔" لیکن وہ اپنے آپ کو درست ثابت کرنا چاہتا تھا، اس لیے اس نے عیسیٰؑ سے پوچھا، "اور میرا پڑوسی کون ہے؟" جواب میں، عیسیٰؑ نے کہا: "ایک آدمی یروشلم سے یریحو جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں نے

اُس پر حملہ کیا۔ اُنہوں نے اُس کے کپڑے اُتار لیے، اُسے مارا، اور اُسے نیم مردہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ایک پادری اسی راستے سے جارہا تھا اور اس آدمی کو دیکھ کر دوسری طرف سے گزر گیا۔ اسی طرح ایک لاوی دوسری طرف سے گزرا جب وہ اس جگہ پر آیا اور اسے دیکھا۔ لیکن ایک سامری جب سفر کر رہا تھا وہاں آیا جہاں وہ آدمی تھا۔ اُسے دیکھ کر اُس پر ترس آیا۔ وہ اس کے پاس گیا اور تیل اور سپرٹ اس پر انڈیل کر اس کے زخموں پر پٹی باندھی۔ پھر وہ اس آدمی کو اپنے گدھے پر بٹھا کر ایک سرائے میں لے گیا اور اس کی دیکھ بھال کی۔ اگلے دن اس نے دو دینار نکالے اور سرائے والے کو دے دیئے۔ اس نے کہا، 'اس کی دیکھ بھال کرو، اور جب میں واپس آؤں گا، تو میں آپ کو جو بھی اضافی خرچ ہوا اس کا معاوضہ دوں گا۔'" ان تینوں میں سے آپ کے خیال میں کون اس شخص کا پڑوسی تھا جو ڈاکوؤں کے ہاتھ لگ گیا؟" قانون کے ماہر نے جواب دیا، "وہ جس نے اس پر رحم کیا۔" عیسیٰؑ نے اس سے کہا، "جاؤ اور اسی طرح کرو۔" (لوقا 37-10:25)

پوشیدہ صدقہ بہتر ہے۔

ہوشیار رہو کہ اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے نہ دکھاؤ۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو آپ کو اپنے آسمانی باپ کی طرف سے کوئی اجر نہیں ملے گا۔ پس جب تُم مسکینوں کو دیتے ہو تو اپنے آگے نرسنگا نہ بجاؤ جیسا کہ ریاکار عبادت خانوں اور گلیوں میں کرتے ہیں تاکہ

دوسرے اُن کی تعریف کریں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ انہیں ان کا اجر مل گیا ہے۔ لیکن جب تُو ضرورت مندوں کو دے تو اپنے بائیں ہاتھ کو یہ نہ جاننے دے کہ تیر دایاں ہاتھ کیا کر رہا ہے۔ اپنے صدقات اکیلے میں دو، اور تمہارا باپ، جو سب کچھ دیکھتا ہے، تمہیں اجر دے گا۔ (متی 6:1-4)

چھپ کر کوئی بھی نیک عمل ظاہر کر کے کی جانے والی مہربانی سے بہتر ہے، یہی تصور قرآنی تعلیمات سے مطابقت رکھتا ہے۔

جنت کا خزانہ ہمیشہ رہتا ہے

" یہاں زمین پر خزانے کو جمع نہ کرو، جہاں کیڑے انہیں کھا جاتے ہیں اور زنگ لگ جاتا ہے، اور یہاں چور توڑ پھوڑ کرتے ہیں اور چوری کرتے ہیں۔ لیکن اپنے لیے آسمان میں خزانہ جمع کرو جہاں کیڑا اور زنگ تباہ نہیں کرتے اور جہاں چور توڑ پھوڑ نہیں کرتے اور چوری نہیں کرتے۔ آپ کا دل وہیں ہو گا جہاں آپ کا خزانہ ہے۔ (متی 6:19-21)

قرآنی آیت سے مماثلت دیکھیں۔

اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان کر دو (وہ ایسی ہے) جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا۔ تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی۔ پھر وہ چورا چورا ہو گئی کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں۔ اور اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ﴿۴۵﴾ مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی

کی (رونق و) زینت ہیں۔ اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں ﴿۴۶﴾

اگر کسی کا خزانہ زمین پر ہے تو اس کا دل اور توجہ زمینی معاملات پر بھی ہو گی، لیکن اللہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

جسم کا چراغ

آنکھ جسم کا چراغ ہے۔ لہذا، اگر آپ کی آنکھ صاف ہے، تو آپ کا پورا جسم روشنی سے بھر جائے گا۔ لیکن اگر آپکی آنکھ بُری ہے تو آپکا سارا بدن تاریکی سے بھر جائے گا۔ لہٰذا، اگر آپ کے اندر کی روشنی اندھیرے میں بدل گئی ہے، تو وہ اندھیرا بہت بڑا ہے! (متی 6:22-23)

کل کی فکر نہ کرو

کوئی بھی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ یا تو آپ ایک سے نفرت کریں گے اور دوسرے سے محبت کریں گے، یا آپ ایک سے عقیدت رکھیں گے اور دوسرے کو حقیر جانیں گے۔ آپ اللہ اور پیسے دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی زندگی کی فکر نہ کرو کہ تم کیا کھاؤ گے یا پیو گے اور نہ اپنے جسم کے بارے میں کہ تم کیا پہنو گے۔ کیا زندگی خوراک سے اور جسم لباس

سے زیادہ نہیں؟ ہوا کے پرندوں کو دیکھو۔ وہ نہ بوتے ہیں، نہ کاٹتے ہیں اور نہ ہی گوداموں میں ذخیرہ کرتے ہیں، اور پھر بھی تمہارا آسمانی باپ انہیں کھلاتا ہے۔ کیا تم ان سے زیادہ قیمتی نہیں ہو؟ کیا آپ کی تمام پریشانیاں آپ کی زندگی میں ایک لمحے کا اضافہ کر سکتی ہیں؟ اور کپڑوں کی فکر کیوں کرتے ہو؟ دیکھو کھیت کے پھول کیسے اُگتے ہیں۔ وہ نہ محنت کرتے ہیں اور نہ کاتتے ہیں۔ پھر بھی سلیمان، اپنی تمام شان و شوکت کے ساتھ، ان کی طرح خوبصورت لباس نہیں پہنے ہوئے تھے۔ اور اگر اللہ آج یہاں جنگلی پھولوں کی اتنی حیرت انگیز پرواہ کرتا ہے اور کل انہیں آگ میں پھینک دیا جائے، تو وہ یقیناً آپ کا خیال رکھے گا۔ تمہارا ایمان اتنا کم کیوں ہے؟ لہٰذا فکر نہ کرو، یہ کہہ کر کہ، 'ہم کیا کھائیں گے؟' یا 'ہم کیا پیئیں گے؟' یا 'ہم کیا پہنیں گے؟' یہ چیزیں کافروں کے خیالات پر حاوی ہیں، لیکن آپ کا آسمانی باپ آپ کی تمام ضروریات کو پہلے سے جانتا ہے۔ لیکن پہلے اُس کی بادشاہی اور اُس کی راستبازی کو تلاش کرو اور یہ سب چیزیں تمہیں بھی دی جائیں گی۔ اس لیے کل کی فکر نہ کرو کیونکہ آنے والا کل اپنی فکر کرے گا۔ آج کیلئے اپنی پریشانی ہی کافی ہے۔(متی 6:24-34)

خود راستی کا گناہ

" دوسروں کو مت پرکھو تا کہ تمہیں بھی نہ پرکھا جائے۔" کیونکہ آپ جس فیصلے کا اعلان کرتے ہیں اسی کے ساتھ آپ کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور جس پیمائش کو آپ استعمال کرتے ہیں، اسی سے آپ کو ناپا جائے گا۔ تُو اپنے بھائی کی آنکھ میں دھبّہ تو دیکھتا ہے لیکن اپنی آنکھ کے نشان کو کیوں نہیں دیکھتا؟ یا تُو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے کہ مجھے اپنی آنکھ میں سے تِنکا نکالنے دو اور دیکھ تیری آنکھ میں نشان ہے؟

اے منافق، پہلے اپنی آنکھ سے بڑے شہتیر نکالو، پھر تم اپنے بھائی کی آنکھ سے دھبہ نکالنے کے لیے صاف دیکھو گے۔ کتوں کو مقدس چیز نہ دو، اور اپنے موتیوں کو سؤروں کے آگے نہ پھینکو، ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں پیروں تلے روندیں اور تم پر حملہ کرنے کے لیے گھومیں۔ (متی 7:1-6)

جو صغیرہ گناہوں کے سوا بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ بے شک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے۔ وہ تم کو خوب یوحنا تا ہے۔ جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچّے تھے۔ تو اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتاؤ۔ جو پرہیز گار ہے وہ اس سے خوب واقف ہے ﴿۳۲﴾

زنا

تم سن چکے ہو کہ زنا نہ کرو۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی کسی عورت کو شہوت سے دیکھتا ہے وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا ہے۔ (متی 5:27-28)

عیسیٰؑ ایک اخلاقی کمال پرست تھے اور اخلاقی پاکیزگی کی وکالت کرتے تھے۔ عیسیٰؑ نفرت، ہوس، قتل، زنا اور طلاق سے نفرت کرتے تھے۔ اُنہوں نے اللہ سے مکمل عقیدت رکھنے کا مطالبہ کیا، اُسے اپنی ذات اور خاندان سے بھی آگے رکھا

(مرقس 3:31-35؛ میتھیو 10:35-37) اور سکھایا کہ لوگوں کو سب سے قیمتی چیز حاصل کرنے کے لیے سب کچھ دینا چاہیے (متی 5:21-26 اور 5:27-30)۔

اسلام میں جنسِ مخالف کو دیکھنا گناہ ہے۔ تاہم، ایک نظر پڑ جانے کی اجازت ہے۔ اللہ کی خاطر ہوس یا لالچ پر عمل نہ کرنا ایک اچھا کام سمجھا جاتا ہے کیونکہ انسان اعمال کو کنٹرول کر سکتا ہے، لیکن جذبات پر نہیں۔

زنا میں پکڑی گئی عورت

زنا میں پکڑی گئی ایک عورت کی کہانی اصل میں یوحنا کی انجیل کا حصہ نہیں تھی اور یہ بعد میں ایک اضافہ تھا۔

عیسیٰؑ زیتون کے پہاڑ پر واپس آئے، لیکن وہ اگلی صبح سویرے ہیکل میں واپس آئے۔ جلد ہی ایک ہجوم جمع ہو گیا، اور وہ بیٹھ کر انہیں تعلیم دینے لگے۔ جب وہ بول رہے تھے، مذہبی شریعت کے اساتذہ اور فریسی ایک عورت کو لائے جو زنا کرتے پکڑی گئی تھی۔ انہوں نے اسے بھیڑ کے سامنے کھڑا کیا۔ "اُستاد،" اُنہوں نے عیسیٰؑ سے کہا، "یہ عورت زنا میں پکڑی گئی تھی۔ موسیٰؑ کی شریعت کہتی ہے کہ اسے سنگسار کرو۔ اپ کیا کہتے ہیں؟" وہ اسے پھنسانے کی کوشش کر رہے تھے کہ وہ کچھ کہہ سکیں جسے وہ اس کے خلاف استعمال کر سکیں، لیکن عیسیٰؑ نے جھک کر اپنی انگلی سے مٹی میں کچھ لکھا۔ وہ جواب مانگتے رہے، تو وہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور کہا، "ٹھیک ہے، لیکن جس نے کبھی گناہ

نہیں کیا وہ پہلا پتھر مارے!" پھر وہ پھر جھک گئے اور مٹی میں کچھ لکھا۔ جب الزام لگانے والوں نے یہ سنا تو وہ سب سے بوڑھے سے شروع کرتے ہوئے، ایک ایک کر کے کھسک گئے، یہاں تک کہ عورت کے ساتھ ہجوم کے بیچ میں صرف عیسیٰؑ ہی رہ گئے۔ تب عیسیٰؑ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عورت سے کہا، "تم پر الزام لگانے والے کہاں ہیں؟ کیا ان میں سے ایک نے بھی آپ کی مذمت نہیں کی؟" "نہیں" اس نے کہا۔ تب عیسیٰؑ نے کہا، "میں بھی نہیں کرتا۔ جا کر مزید گناہ نہ کرنا۔" (یوحنا 8:1-11)

فریسی عیسیٰؑ کو پھنسانے کی کوشش کر رہے تھے کہ وہ اسے سنگسار کرنے کے لیے ہاں کہیں اور انہیں اس کے خلاف استعمال کریں کیونکہ رومی قانون کے تحت زنا قابل سزا جرم نہیں تھا۔ زناکار عورت کو سنگسار کرنا رومی قانون کے خلاف ہوتا، اور عیسیٰؑ اس کے تحت قابل جرم ٹھہر جاتے

تاہم، عیسیٰؑ نے اپنے جواب کے ساتھ یہ کہہ کر بازی پلٹ دی: "جس نے کبھی گناہ نہیں کیا وہ پہلا پتھر پھینکے۔"

مذکورہ واقعہ میں، دوسرا قصوروار وہ شخص ہے جو ہجوم کے غصے کا سامنا نہیں کر رہا تھا۔ قرآن میں زنا کے بارے میں ایک مختلف نقطہ نظر ہے۔ زنا کے الزام میں کسی کو سزا دینا مشکل ہے۔ اس معاملے کو کسی مستند جج کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے۔ مجرم قرار دینے کے لیے حقیقی جنسی فعل کے چار عینی گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

پوچھیں، تلاش کریں، اور دستک دیں۔

مانگو تو تمہیں دیا جائے گا۔ تلاش کرو، تمہیں مل جائے گا۔ کھٹکھٹائیں، اور دروازہ آپ کے لیے کھول دیا جائے گا۔ ہر کوئی جو مانگتا ہے حاصل کرتا ہے۔ جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے۔ اور دستک دینے والے کے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ یا تم میں سے کون ہے کہ اگر اس کا بیٹا اس سے روٹی مانگے تو اسے پتھر دے گا؟ یا اگر وہ مچھلی مانگے تو کیا وہ اسے سانپ دے گا؟ لہٰذا، اگر آپ کے گنہگار لوگ آپ کے بچوں کو اچھے تحفے دینا چاہتے ہیں، تو آپ کا آسمانی باپ ان لوگوں کو کتنا اچھا تحفہ دے گا جو اس سے مانگتے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کریں جیسا آپ چاہتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ برتاؤ کریں۔ شریعت اور انبیاء کا یہی طریقہ ہے۔(متی 7:7-12)

جھوٹے انبیاء اور درخت کے پھل

جھوٹے نبیوں سے بچو، جو بے ضرر بھیڑوں کے بھیس میں ہیں لیکن شیطانی بھیڑیے ہیں۔ آپ انہیں ان کے پھل سے پہچان سکتے ہیں، یعنی جس طرح کے وہ عمل کرتے ہیں۔ کیا تم کانٹے دار جھاڑیوں سے انگور یا جھاڑیوں سے انجیر چن سکتے ہو؟ اسی طرح ہر اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے لیکن برا درخت برا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت برا پھل نہیں لا سکتا اور برا درخت اچھا پھل نہیں لا سکتا۔ ہر وہ درخت جو اچھا پھل نہیں لاتا اسے کاٹ کر آگ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ جی ہاں، جس طرح آپ درخت کو اس کے پھل سے پہچان سکتے ہیں، اسی

طرح آپ لوگوں کو ان کے اعمال سے پہچان سکتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو مجھ سے کہتا ہے، 'ماسٹر، ماسٹر' آسمان کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو گا، لیکن صرف وہی جو میرے باپ کے فرمانبردار ہیں، جو آسمان پر ہے۔ اُس دن بہت سے لوگ مجھ سے کہیں گے، اے مالک، مالک، کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی، اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا، اور تیرے نام سے بہت سے عظیم کام کیے؟ اور پھر میں انہیں صاف صاف بتادوں گا۔ میں آپ کو کبھی نہیں جانتا تھا: بدکاری کرنے والے مجھ سے دور ہو گئے۔ (متی 7:15-23)

قرآن کے مطابق، گنہگاروں پر اللہ کے آخری فیصلے سے پہلے، تمام انبیاء اس بات کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنی قوم تک اللہ کا پیغام پہنچایا اور انہیں صحیح اور غلط کا مطلب سمجھا دیا۔

چٹانوں پر بنایا ہوا گھر

جو کوئی میری تعلیم کو سنتا ہے اور اُس پر عمل کرتا ہے وہ عقلمند ہے، اُس شخص کی مانند جو مضبوط چٹان پر گھر بناتا ہے۔ بارش برسی، نہریں بلند ہوئیں، ہوائیں چلیں اور اس گھر سے ٹکرائیں۔ لیکن وہ گرا نہیں کیونکہ اس کی بنیاد چٹان پر تھی۔ لیکن جو کوئی میری تعلیم کو سنتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا وہ بے وقوف ہے، اس شخص کی طرح جو ریت پر گھر بناتا ہے۔ بارش برسی، نہریں بلند ہوئیں، ہوائیں چلیں اور اس گھر سے ٹکرائیں، اور وہ ایک زبردست حادثے کے ساتھ گر گیا۔ جب عیسیٰؑ یہ باتیں کہہ چکے تو ہجوم اُن کی تعلیم پر حیران رہ گیا،

کیونکہ اُنہوں نے اپنے مذہبی شریعت کے اساتذہ کے برعکس حقیقی اختیار کے ساتھ تعلیم دی تھی۔(متی 7:24-29)

دو بیٹوں کی تمثیل

"آپ کیا سوچتے ہیں؟" ایک آدمی تھا جس کے دو بیٹے تھے۔ وہ پہلے کے پاس گیا اور کہا، 'بیٹا، آج انگور کے باغ میں کام کرنا۔' "میں نہیں کروں گا،" اس نے جواب دیا، لیکن بعد میں، اس نے اپنا ارادہ بدلا اور چلا گیا۔" پھر باپ دوسرے بیٹے کے پاس گیا اور وہی بات کہی۔ اس نے جواب دیا، 'جناب، میں کروں گا،' لیکن وہ نہیں گیا۔" ان دونوں میں سے کس نے وہ کیا جو اس کے والد چاہتے تھے؟"" پہلا،" انہوں نے جواب دیا۔ عیسیٰؑ نے ان سے کہا،" میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ ٹیکس لینے والے اور طوائفیں تم سے پہلے اللہ کی بادشاہی میں داخل ہو رہی ہیں۔" کیونکہ یوحنا (بپتسمہ دینے والا) آپ کو راستبازی کی راہ دکھانے کے لیے آپ کے پاس آیا تھا اور آپ نے اس پر یقین نہیں کیا لیکن محصول لینے والوں اور طوائفوں نے یقین کیا۔ اور یہ دیکھنے کے بعد بھی آپ نے توبہ نہیں کی اور اس پر یقین نہیں کیا۔(متی 21:28-32)

برائی میں بھی کبھی کبھار چاندی کا ورق ہوتا ہے۔ گناہ بدکردار کو اللہ کے قریب لا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ توبہ کرے۔ پہلے آدمؑ اور حواؑ کا واقعہ پڑھیں۔ زوال کے بعد، جب آدمؑ نے اللہ کی نافرمانی کی، تو وہ صحیح اور غلط سے واقف ہو گئے اور یوں آزاد مرضی سے آگاہ ہو گئے۔

کنعانی بچے کی شفایابی

اب عیسیٰؑ صور اور صیدا کے ضلع میں واپس چلے گئے اور وہاں ایک کنعانی عورت ان کے پاس آئی اور رونے لگی۔ اے اللھوند، ابنِ داؤد، مجھ پر رحم کر۔ ایک بد روح نے میری بیٹی کو شدید زد میں لے لیا ہے۔" لیکن انہوں نے اسے ایک لفظ بھی جواب نہیں دیا۔ اور اُن کے حواریوں نے اُن سے منتیں کیں، "اُسے روانہ کر دیں کیونکہ وہ ہمارے پیچھے پڑ کر رو رہی ہے۔" اُنہوں نے جواب دیا، "مجھے صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے بھیجا گیا ہے۔" لیکن عورت نے اُن کے سامنے گھٹنے ٹیک کر کہا، "اللھوند، میری مدد کریں۔" "یہ مناسب نہیں ہے،" انہوں نے جواب دیا، "بچوں کی روٹی لے کر کتوں کو پھینک دینا۔"

اس فلسطینی خاتون کی شاندار واپسی ہوئی، اور اس نے عیسیٰؑ کے خلاف بازی پلٹ دی۔

اس نے کہا ہاں کتے بھی اپنے مالکوں کی میز سے گرنے والے ٹکڑوں کو کھاتے ہیں۔" اے عورت، عیسیٰؑ نے جواب دیا، "تمہارا ایمان بہت اچھا ہے! جیسا آپ چاہتی ہیں آپ کے لیے ایسا ہو جائے گا!" اور اس کی بیٹی کو شفا ملی (متی 15:21-28)۔

عیسیٰؑ نے ایک کنعانی عورت کو "کتا" کہہ کر غیر قوموں کے لیے سراسر حقارت کا مظاہرہ کیا۔ برنارڈ شا نے Androcles and the Lion میں مذکورہ بالا واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "اس نے یہودی کو پگھلا کر مسیح کو عیسائی بنا دیا۔ یہ کسی نہ کسی طرح انجیل کی سب سے زیادہ دل کو چھو لینے والی کہانیوں میں سے ایک ہے، شاید اس لیے کہ عورت اپنے بہترین معیار کے چھونے سے نبی کی سرزنش

کرتی ہے۔"

نتیجہ

اسلام اور عیسائیت میں سب سے اہم مشترکات حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی تعلیمات ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی زیادہ تر تعلیمات اسلامی تعلیمات سے مطابقت رکھتی ہیں۔ کم از کم، مسلمان اور عیسائی اس بات پر متفق ہو سکتے ہیں کہ عیسیٰؑ نے کیا کہا، وہ کس کے لیے کھڑے تھے، اور انہیں آج بھی ہمیں کیا سکھانا چاہیے۔ اسلامی نقطہ نظر سے، زیادہ اہم یہ ہے کہ عیسیٰؑ نے ایک صالح زندگی کیسے گزاری، جو ہم میں سے باقی لوگوں کے لیے اُن کی مثال کی پیروی کرنے کی یاد دہانی کا کام کرتی ہے۔ آیا وہ صلیب پر مر گئے یا نہیں یا آپ ان کی شناخت کی نوعیت کو کس طرح مرتب کرتے ہیں، یہ چیزیں شاید مسیحی الہیات کے لیے اہم ہیں، لیکن یہ الگ الگ اور نظریاتی مسائل ہیں۔

قرآن کے عیسیٰؑ

عیسیٰؑ یا عیسیٰؑ کا نام قرآن مجید میں عربی میں پچیس سے زیادہ مرتبہ آیا ہے۔ قرآن نے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کو نہایت اعلیٰ الفاظ میں نیک اور پاکیزہ قرار دیا ہے۔ عیسیٰؑ اپنی مافوق الفطرت پیدائش میں دوسرے تمام انبیاء کے درمیان امتیاز رکھتے ہیں اور انہیں دس بار سے

زیادہ مسیحا کہا گیا ہے۔ یہاں تک کہ یہ ان کی کنواری پیدائش کے عیسائی نظریے کو بھی قبول کرتا ہے۔ قرآن عیسیٰؑ کی بے عیب پیدائش کو اللہ کے معجزے کے طور پر بیان کرتا ہے، جیسا کہ موسیٰؑ کے لئے سمندر کا جدا ہونا اور بائبل اور قرآن میں بیان کردہ بہت سے دوسرے معجزات۔

ان کا کمیشن ایک قابل عمل چیز کی شکل اختیار کرتا ہے۔ ثبوت وہ معجزات ہیں جو انہوں نے دکھائے۔ عیسیٰؑ نہ صرف بیماروں کو شفا دیتے، بلکہ وہ بچپن میں جھولے میں رہتے ہوئے معجزات بھی کرتے، جو کہ انجیل میں بھی ہے، جس کی ایک قبطی کاپی موجود ہے۔ انہیں ایک رسول کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جو ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور محمد ﷺ جیسے انبیاء جیسے ہیں۔ عیسیٰؑ نے اپنی تعلیمات کو یہودی روایات سے علیحدگی کے طور پر نہیں دیکھا بلکہ اس روایت کے ایک غیر منقطع تسلسل کے طور پر دیکھا۔ جس طرح محمد ﷺ نے قرآن اور اس کی تعلیمات کو موجودہ صحیفوں کے تسلسل کے طور پر دیکھا۔ اسلام اور عیسائیت محض ایک دوسرے سے جڑے ہوئے نظریات یا محض مطابقت نہیں رکھتے بلکہ مرکزی معنوں میں یہ ایک تسلسل ہیں۔

مسیح ابن مریم تو صرف (اللہ) کے پیغمبر تھے ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے اور ان کی والدہ (مریم اللہ کی) ولی اور سچی فرمانبردار تھیں دونوں (انسان تھے اور) کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم ان لوگوں کے لیے اپنی آیتیں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر (یہ) دیکھو کہ یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں ﴿۷۵﴾ کہو کہ تم اللہ کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو جس کو تمہارے نفع

اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں؟ اور اللہ ہی (سب کچھ) سنتا یوحنا تاہے ﴿۷٦﴾

اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰؑ سے۔ اور عہد بھی اُن سے پکّا لیا ﴿۷﴾ تاکہ سچ کہنے والوں سے اُن کی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور اس نے کافروں کے لئے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۸﴾

اور جب عیسیٰؑ نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ میں تمہارے پاس دانائی (کی کتاب) لے کر آیا ہوں۔ نیز اس لئے کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو تم کو سمجھا دوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ﴿٦٣﴾ کچھ شک نہیں کہ اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا رستہ ہے ﴿٦٤﴾ پھر کتنے فرقے ان میں سے پھٹ گئے۔ سو جو لوگ ظالم ہیں ان کی درد دینے والے دن کے عذاب سے خرابی ہے ﴿٦٥﴾

"اس میں سے کچھ..." کی طرف ممنوعہ اشارہ زیادہ تر ایمان اور اخلاق کے دائرے پر ہے نہ کہ لوگوں کی دنیاوی زندگی کے مسائل سے متعلق۔ "متفرق نظریات" عیسیٰؑ کی فطرت کا حوالہ دیتے ہیں۔

اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ۔ (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو، (نہیں) بلکہ (ہم) دین ابراہیم (اختیار کئے ہوئے ہیں) جو ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ﴿۱۳۵﴾ (مسلمانو) کہو کہ ہم اللہ پر

ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اتری، اس پر اور جو (صحیفے) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو (کتابیں) موسیٰ اور عیسی کو عطا ہوئیں، ان پر، اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں، ان پر (سب پر ایمان لائے) ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (الٰہِ واحد) کے فرمانبردار ہیں ﴿۱۳۶﴾

یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہیں ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے اللہ نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔ اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں اور روح القدس سے ان کو مدد دی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے پچھلے لوگ اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن انہوں نے اختلاف کیا تو ان میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ وقتال نہ کرتے۔ لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ﴿۲۵۳﴾

کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (الٰہِ واحد) کے فرماں بردار ہیں ﴿۸۴﴾

اسلام عیسیٰؑ کو اللہ کے سچے رسول کے طور پر عزت دیتا ہے، جو ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور محمد ﷺ جیسے انبیاء کی طرح ہیں۔ وہ انبیاء کے مقابلے

میں ایک نیا نظام لائے، جن کو اللہ نے پہلے سے موجود نظام سے اخلاقی اصولوں کا اعلان کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ قرآنی نظریہ ان ابتدائی عیسائیوں کے ساتھ میل کھاتا ہے جو یہ مانتے تھے کہ عیسیٰؑ اللہ کے نبی تھے جنہیں یہودیوں کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا تھا۔ عیسیٰؑ نے کہا، "مجھے صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے بھیجا گیا تھا۔" (متی 15:24) ایک مقدس آدمی اور ایک عظیم نبی ہونے کے ناطے، عیسیٰؑ اب بھی ایک انسان ہیں۔

قرآن کے مطابق حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی تعلیمات

اور ان پیغمبروں کے بعد انہی کے قدموں پر ہم نے عیسیٰؑ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تورات کی جو اس سے پہلی کتاب (ہے) تصدیق کرتی ہے اور پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے ﴿۴۶﴾ اور اہل انجیل کو چاہیئے کہ جو احکام اللہ نے اس میں نازل فرمائے ہیں اس کے مطابق حکم دیا کریں اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے لوگ نافرماں ہیں ﴿۴۷﴾

بڑھتی ہوئی تقدیر

اور (عیسیٰؑ) بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر (ہو کر جائیں گے اور کہیں گے) کہ میں تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی کی مورت بشکل پرند بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے (سچ مچ) پرندہ ہو جاتا ہے

اور اندھے اور ابرص کو تندرست کر دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مردے میں یوحنا ڈال دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے

گھروں میں جمع کر رکھتے ہو سب تم کو بتا دیتا ہوں اگر تم صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لیے (قدرت اللہ کی) نشانی ہے

﴿۴۹﴾

جب اللہ (عیسیٰؑ سے) فرمائے گا کہ اے عیسیٰؑ بن مریم! میرے ان احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کئے جب میں نے روح القدس (یعنی جبرئیلؑ) سے تمہاری مدد کی تم جھولے میں اور جوان ہو کر (ایک ہی نسق پر) لوگوں سے گفتگو کرتے تھے اور جب میں نے تم کو کتاب اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا یوحنا ور بنا کر اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا تھا اور مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے چنگا کر دیتے تھے اور مردے کو میرے حکم سے (زندہ کر کے قبر سے) نکال کھڑا کرتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل (کے ہاتھوں) کو تم سے روک دیا جب تم ان کے پاس کھلے نشان لے کر آئے تو جو ان میں سے کافر تھے کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے ﴿۱۱۰﴾

"[آپ کی] تقدیر کی شکل" (روشنی، "چڑیا کی شکل کی طرح، اور پھر میں اس میں پھونک دوں گا تاکہ یہ پرندہ بن جائے...") اسم طائر، طائر کی جمع ہے (اڑتی ہوئی مخلوق یا پرندہ)، جو اکثر قسمت یا تقدیر کو ظاہر کرتا ہے، چاہے اچھی ہو یا بری۔ اسی طرح، تمثیلانہ انداز میں جو انکو اچھا لگتا تھا، عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو آگاہ کیا کہ وہ ان کی زندگی کی عاجز مٹی سے، ان کے لیے ایک بلند ہوتی ہوئی تقدیر کا خواب تیار

کریں گے۔ اور یہ کہ یہ وژن، جو اللہ کے الہام سے زندہ ہوا، اللہ کی اجازت اور ان کے ایمان کی مضبوطی سے ان کا اصل مقدر بنے گا۔

"تم کیا کھاؤ اور کیا ذخیرہ کرو،" یعنی "دنیا کی زندگی میں تم کون سی اچھی چیزیں کھا سکتے ہو، اور کون کون سی نیکیاں تمہیں آنے والے خزانے کے طور پر جمع کرنی چاہییں۔"

عیسیٰؑ کے شاگرد

جب عیسیٰؑ نے ان کی طرف سے نافرمانی اور (نیت قتل) دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو اللہ کا طرف دار اور میرا مددگار ہو حواری بولے کہ ہم اللہ کے (طرفدار اور آپ کے) مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں﴿۵۲﴾ اے پروردگار جو (کتاب) تو نے نازل فرمائی ہے ہم اس پر ایمان لے آئے اور (تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ﴿۵۳﴾

حواریوں کی آسمانی تجدید کے لیے درخواست

اور جب میں نے حواریوں کی طرف حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ وہ کہنے لگے کہ (پروردگار) ہم ایمان لائے تو شاہد رہیو کہ ہم فرمانبردار ہیں﴿۱۱۱﴾ (وہ قصہ بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰؑ بن مریم! کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (طعام کا) خوان نازل کرے؟ انہوں نے کہا کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو﴿۱۱۲﴾ وہ بولے کہ ہماری یہ خواہش

ہے کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل تسلی پائیں اور ہم یوحنالیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس (خوان کے نزول) پر گواہ

رہیں ﴿۱۱۳﴾ (تب) عیسیٰؑ بن مریم نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما کہ ہمارے لیے (وہ دن)

عید قرار پائے یعنی ہمارے اگلوں اور پچھلوں (سب) کے لیے اور وہ تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق دے تو بہتر رزق دینے والا

ہے ﴿۱۱۴﴾

لفظ مائدہ، اس سورت کا عنوان، آسمانی دستر خوان یا پکوان تھا جس کی درخواست حواریوں نے کی تھی۔ مذہبی اصطلاح میں، اللہ ہر وہ فائدہ نازل کرتا ہے جو آسمان سے انسان کو حاصل ہوتا ہے -یعنی، خواہ وہ انسان کی کوششوں سے وجود میں آئے۔ جس طرح سے کہا جاتا ہے کہ حواریوں نے رجعت کے لیے کہا کہ وہ ایک معجزہ کی درخواست کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جو ان کے ایمان کی اللہ کے ہاں قبولیت کو یقینی بنائے گا۔ لفظی طور پر، "میں اسے آپ کی طرف بھیج رہا ہوں" سے مراد عطا کی مسلسل تکرار ہے۔ اللہ کے بار بار آنے والے رزق پر دباؤ ان تمام لوگوں کے لئے اس کی مذمت کی شدت کی وضاحت کرتا ہے جو، اپنے تکبر اور گھمنڈ میں - یہ سمجھتے ہیں کہ انسان خود مختار اور با اختیار ہے۔

حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح محمد ﷺ کے مددگار بنیں۔

مومنو! اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰؑ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ بھلا کون ہیں جو اللہ کی طرف (بلانے میں) میرے مددگار

ہوں۔ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ تو بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ کافر رہا۔ آخرالامر ہم

نے ایمان لانے والوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دی اور وہ غالب ہو گئے ﴿۱۴﴾

یہ آیت حضرت محمد ﷺ کے پیروکاروں کو تاکید کرتی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں ان کی مدد کریں، جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں

نے کیا تھا۔

عیسیٰؑ کا انکار

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور ان کے پیچھے یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور عیسیٰؑ بن مریم کو کھلے نشانات بخشے اور روح

القدس (یعنی جبرئیلؑ) سے ان کو مدد دی۔ تو جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئے، جن کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا، تو تم

سرکش ہو جاتے رہے، اور ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے ﴿۸۷﴾

جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰؑ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لیے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے

تجاوز کرتے تھے ﴿۷۸﴾ (اور) برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے بلاشبہ وہ برا کرتے تھے ﴿۷۹﴾

عیسیٰؑ کی زندگی کے دوران اور ان کی موت کے بعد، کچھ یہودیوں نے انہیں یکسر مسترد کر دیا۔ ان کا یقین تھا کہ وہ ایک "جھوٹا نبی" تھا اور

ایک شرمناک، غیر قانونی اتحاد کی پیداوار تھے۔ یہودی جو مستقبل میں نجات کی توقع رکھتے تھے وہ دنیا کے ختم ہونے کی توقع نہیں رکھتے

تھے اور یقین رکھتے تھے کہ اللہ انسانی تاریخ میں مداخلت کرے گا اور دنیا کو کامل بنائے گا۔ یہودی مقدس سرزمین میں غیر ملکی تسلط سے آزاد اور امن و خوشحالی کے ساتھ رہیں گے۔ بہت سے یہودیوں نے، بشمول یوحنا بپتسمہ دینے والے کے، اس سنہری دور سے پہلے کے آخری فیصلے کی توقع کی اور انہوں نے سکھایا کہ لوگوں کو ان کے قریب ہونے کے پیش نظر توبہ کرنی چاہیے (متی 3:1-12؛ لوقا 3:3-9). وہ یقین رکھتے تھے کہ اللہ اسرائیل کے بارہ قبیلوں کو بحال کرے گا، بشمول دس کھوئے ہوئے قبائل۔ یہ کہ عیسیٰؑ نے اس نظریے کا اظہار کیا ان کی نشاندہی ان کے بارہ حواریوں کو بلانے سے ہوئی (متی 19:28)۔

یہودی عیسیٰؑ کو کیوں مسترد کرتے ہیں۔

یہودیوں کی سوچ یہ تھی کہ اللہ کی روح مسیحا کو تینوں عہدوں پر خدمت کے لیے مسخر کرے گی — نبی، بادشاہ، اور پادری — اور مسیح کے بارے میں کم از کم پانچ چیزوں کی تصدیق کرے گی۔ یہودیوں کی تاریخ کے آخر میں، اس پر یقین کیا گیا:

- مسیح داؤدؑ کے گھر سے آئیں گے۔
- مسیح اللہ کی بادشاہی قائم کریں گے - ایک زمینی بادشاہی۔
- اللہوند کا ممسوح چنے ہوئے لوگوں کے قبیلوں کو جمع کریں گے۔
- مسیحا اسرائیل کی سرزمین پر خود مختاری حاصل کریں گے۔

• وہ یروشلم سے امن کی عالمی بادشاہی قائم کریں گے۔

عیسیٰؑ نے یہودیوں کی سیاسی توقعات کو مایوس کیا اور خود کو ایک سیاسی مسیحا نہیں بننے دیا۔ چونکہ وہ اپنی زندگی کے دوران امن کی عالمی بادشاہت قائم نہیں کر سکے، اس لیے کچھ یہودیوں نے انہیں مسترد کر دیا۔

اور بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا رستہ ہے ﴿۳۶﴾ پھر (اہل کتاب کے) فرقوں نے باہم اختلاف کیا۔ سو جو لوگ کافر ہوئے ہیں ان کو بڑے دن (یعنی قیامت کے روز) حاضر ہونے سے خرابی ہے ﴿۳۷﴾ وہ جس دن ہمارے سامنے آئیں گے۔ کیسے سننے والے اور کیسے دیکھنے والے ہوں گے مگر ظالم آج صریح گمراہی میں ہیں ﴿۳۸﴾ اور ان کو حسرت (وافسوس) کے دن سے ڈراؤ جب بات فیصل کر دی جائے گی۔ اور (ہیہات) وہ غفلت میں (پڑے ہوئے ہیں) اور ایمان نہیں لاتے ﴿۳۹﴾

باب 19

عیسیٰؑ کی موت

یروشلم میں فتح کا جشن

تقریباً 30 عیسوی میں، عیسیٰؑ اور ان کے شاگرد فتح منانے کے لیے گلیل سے یروشلم گئے۔ چُھٹی کا مقصد مصر سے یہودیوں کے اخراج اور غیر ملکی غلامی سے ان کی آزادی کی یاد منانا تھا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر یروشلم میں داخل ہوئے، شاید زکریا 9:9 کو یاد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، جس کا متی 21:5 حوالہ دیتا ہے: ”تمہارا بادشاہ عاجز اور گدھے پر سوار ہو کر تمہارے پاس آ رہا ہے۔“ یہ ان کے پیروکاروں کے دلوں کو چھو گیا، جنہوں نے عیسیٰؑ کو یا تو "بیٹا ڈیوڈ" (متی 21:9) یا "وہ جو اللہ کے نام پر آتا ہے" (مرقس 11:9) کے طور پر سراہا۔

بیت المقدس میں بغاوت

عیسیٰؑ نے تعلیم دی، دلائل دیئے (مرقس 12) اور اپنے حواریوں کو بتایا کہ یہودی ہیکل کو تباہ کر دیا جائے گا (مرقس 13:1-2)۔ وہ مندر میں داخل ہوئے، جہاں عبادت گزاروں نے مندر کا سالانہ ٹیکس ادا کرنے کے لیے سکوں کا تبادلہ کیا اور قربانی کے لیے کبوتر

خریدے۔ عیسیٰؑ نے پیسہ بدلنے والوں کی میزیں اور کبوتر بیچنے والوں کے بنچوں کو الٹ دیا اور کسی کو بھی ہیکل کے درباروں سے سامان لے جانے کی اجازت نہیں دی۔ اور جیسا کہ اُنہوں نے اُن کو سکھایا، اور کہا، ''کیا یہ نہیں لکھا: 'میرا گھر تمام قوموں کے لیے دعا کا گھر کہلائے گا'؟ لیکن تم نے اسے ''ڈاکوؤں کا اڈہ'' بنا دیا ہے۔'' (مرقس 11:15-17)، جس کی وجہ سے سردار کاہن اور فقیہوں نے اُنکو سزائے موت دینے کا منصوبہ بنایا (مرقس 11:18؛ لوقا 19:47)۔ بعد میں، عیسیٰؑ اور اُن کے حواریوں نے عیدِ فتح کا کھانا کھایا۔ عیسیٰؑ کے بارہ شاگرد درج ذیل ہیں: پطرس اور اینڈریو، یوحنا کے بیٹے۔ یعقوب اور یوحنا، زبدی کے بیٹے۔ فلپ؛ بارتھولومیو؛ میتھیو؛ تھامس؛ جیمز، الفیئس کا بیٹا؛ یہوداہ، یعقوب کا بیٹا؛ سائمن اور یہوداہ اسکریوتی

غدار

تاہم، یہوداس اسکریوتی، جو بارہ حواریوں میں سے ایک تھا، نے عیسیٰؑ کو حکام کے حوالے کر دیا۔ رات کے کھانے کے بعد، عیسیٰؑ اپنے حواریوں کو زیتون کے پہاڑ پر دعا کے لیے لے گئے۔ جب عیسیٰؑ وہاں تھے، یہوداہ مسلح آدمیوں کے ایک گروپ کی قیادت کرتا ہوا آیا، جسے سردار کاہنوں نے اُنہیں گرفتار کرنے کے لیے بھیجا تھا (مرقس 14:43-52)۔

کائفا نے عیسیٰؑ سے پوچھا کہ کیا وہ ''مسیح، اللہ کا بیٹا'' ہے۔ مرقس 14:61-62 کے مطابق، عیسیٰؑ نے "ہاں" کہا اور ابنِ آدم کی آمد کی

پیشین گوئی کی۔ میتھیو 26:63-64 کے مطابق، اں ہوں نے کہا، ”آپ ایسا کہتے ہیں، لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ ابنِ آدم کو دیکھیں گے،“ بظاہر اس کا جواب نفی میں تھا۔ لوقا کے مطابق، وہ زیادہ مبہم تھا: ”اگر میں تمہیں بتاؤں تو تم یقین نہیں کروگے“ اور ”تم کہتے ہو کہ میں ہوں“ (22:67-70)۔ جواب کچھ بھی ہو، پونٹیئس پیلاطس نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ عیسیٰؑ کو مصلوب کیا جانا ہے۔ اُس زمانے میں، مصلوب سزائے موت کی ایک گھناؤنی شکل تھی، جو سب سے کم درجے کے مجرموں کے لیے مخصوص تھی۔

قرآن کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی موت

عیسیٰؑ کی جسمانی موت

اس وقت اللہ نے فرمایا کہ عیسیٰؑ! میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں (کی صحبت) سے پاک کر دوں گا اور جو لوگ تمہاری پیروی کریں گے ان کو کافروں پر قیامت تک فائق (وغالب) رکھوں گا پھر تم سب میرے پاس لوٹ کر آؤگے تو جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے اس دن تم میں ان کا فیصلہ کر دوں گا﴿۵۵﴾

یعنی جو کافر ہوئے ان کو دنیا اور آخرت (دونوں) میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا﴿۵٦﴾ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو اللہ پورا پورا صلہ دے گا اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا﴿۵۷﴾ (اے محمد ﷺ) یہ ہم تم کو (اللہ کی) آیتیں اور حکمت بھری نصیحتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں﴿۵۸﴾

سورہ نمبر انیس میں حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام اپنی موت کو بیان کر رہے ہیں؛

اور جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا مجھ پر سلام (ورحمت) ہے ﴿۳۳﴾

یوحنا بپتسمہ دینے والے کی موت کو اسی سورت میں تقریباً ایک جیسے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

اور جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ ان پر سلام اور رحمت (ہے)

﴿۱۵﴾

یوحنا بپتسمہ دینے والے کو بے دردی سے قتل کیا گیا تھا، اور ان کا سر تھال میں رکھا گیا تھا۔

مصلوبیت کا راز

اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰؑ کے بارے میں ایک) چال چلے اور اللہ بھی (عیسیٰؑ کو بچانے کے لیے) چال چلا اور اللہ خوب چال چلنے والا ہے

﴿۵۴﴾

اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ مسیح کو جو اللہ کے پیغمبر (کہلاتے) تھے قتل کر دیا ہے (اللہ نے ان کو معلون کر دیا) اور

انہوں نے عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی اور جو لوگ ان کے بارے میں

اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور پیروئی ظن کے سوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں۔ اور انہوں نے عیسیٰؑ کو یقیناً قتل نہیں کیا﴿۱۵۷﴾ بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے﴿۱۵۸﴾ اور کوئی اہل کتاب نہیں ہو گا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔ اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے﴿۱۵۹﴾

صلیب ایک افسانہ تھا، ایک عام طور پر قبول شدہ وضاحت

جن کافروں نے عیسیٰؑ کے خلاف سازشیں کیں وہ یہودی تھے، جنہوں نے عیسیٰؑ مسیح کو بطور مسیحا تسلیم کرنے سے انکار کیا اور انہیں قتل کرنے کی کوشش کی۔

قرآن اُن کے اس فخر کی تردید کرتا ہے کہ انہوں نے عیسیٰؑ مسیح کو قتل کیا۔ قرآنی جملے "ولکن شبہ لھم" کا مفہوم ہے "لیکن یہ صرف ان [یہودیوں] پر ظاہر ہوا گویا ایسا ہی تھا۔" دوسرے لفظوں میں، عیسیٰؑ کا مصلوب ہونا کبھی نہیں ہوا اور یہ ایک افسانہ تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ، عیسیٰؑ کے جانے کے کافی عرصے بعد، اس عقیدے میں اضافہ ہوا کہ وہ صلیب پر اس اصل گناہ کا کفارہ دینے کے لیے مر گئے تھے جو انسانیت کیلئے مبینہ طور پر بوجھ ہے۔ اسلامی ماہرینِ الٰہیات کے درمیان اتفاق رائے اور اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی مصلوبیت کبھی نہیں ہوئی۔

یہودیوں نے عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا، متبادل مفروضہ

ایک بات جو یقینی ہے کہ یہودیوں نے انہیں قتل نہیں کیا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا۔ 4:157-159 میں تین ضمیر "وہ" یہودیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رومن پریفیکٹ پونٹیئس پیلیٹ کو مصلوب کرنے کا حکم دینے کا اختیار تھا۔

بدقسمتی سے، آج بھی، "مسیح کا قاتل" یہودیوں یہودیوں کو گردانا جاتا ہے، جو سام دشمنی کی ایک بڑی وجہ ہے، ان کے آباؤ اجداد کے نام نہاد جرائم کی وجہ سے۔ بہت سے عیسائیوں نے پوری تاریخ میں یہودیوں کے ظلم و ستم کو مسیح اللہ کو مارنے یا قتل کرنے کا جواز پیش کیا ہے۔

حقیقت۔

مسلمانوں کا یقین ہے کہ اللہ نے عیسیٰؑ کے بدلے ایک شخص کو بنایا جو ان سے قریبی سے مشابہت رکھتا تھا (بعض روایات کے مطابق، وہ شخص یہوداہ تھا)، جسے ان کی جگہ مصلوب کیا گیا تھا۔ اس طرح عیسیٰؑ مصلوب ہونے سے بچ گئے اور اپنے پیروکاروں کے سامنے ذاتی طور پر ظاہر ہوئے۔

عیسیٰؑ کو جسمانی طور پر آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔

مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کو ان کی زندگی میں جسمانی طور پر آسمان پر اٹھالیا گیا تھا۔ مندرجہ بالا آیت میں "اللہ نے اسے اپنی طرف سرفراز کیا" کا اظہار عیسیٰؑ کے اللہ کے خاص فضل کے دائرے میں بلندی کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ آیت 19:57 میں، ("ہم نے اسے سرفراز کیا") کا لفظ ایلیاہ نبی کے سلسلے میں استعمال کیا گیا ہے۔ اوپر دیکھیں 3:55، جہاں اللہ نے عیسیٰؑ سے کہا، "میں تجھے اٹھادوں گا اور تجھے اپنے لیے سرفراز کروں گا۔" جب بھی کسی انسان کو بلند کرنے کا عمل اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہمیشہ عزت یا بلندی ہوتا ہے۔ ''میں تمہارے درمیان ان تمام چیزوں کے بارے میں فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کرتے ہو'' سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو عیسیٰؑ کی تعظیم کرتے ہیں، یعنی عیسائی، جو انہیں اللہ مانتے ہیں، اور مسلمان، جو انہیں نبی مانتے ہیں اور بھی جو ان کا سرے سے انکار کرتے ہیں۔

نتیجہ

حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی موت سے متعلق قرآن کی تمام آیات سے ہم مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں: کچھ یہودی جو حق کو جھٹلانے پر تلے ہوئے تھے انہوں نے عیسیٰؑ علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازش کی لیکن ناکام رہے۔ عیسیٰؑ کو اللہ نے آسمان پر اٹھالیا اور وہ اللہ کے خصوصی فضل کے دائرے میں سرفراز ہوئے۔ تاہم قرآن نے عیسیٰؑ علیہ السلام کی موت کا طریقہ نہیں بیان کیا، ان کا اٹھایا جانا احادیث سے ثابت ہے۔

بائبل میں مصلوب ہونے کا منظر

لوقا کے مطابق مصلوبیت کے منظر میں عیسیٰؑ اور ڈاکوؤں کے درمیان بحث ہوتی ہے۔ عیسیٰؑ نے یقین دہانی کرائی کہ ان میں سے کوئی ایک فردوس میں اُن کے ساتھ ہو گا اور یہ الفاظ کہے، "اے باپ، میں اپنی روح تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں!" جو میتھیو اور مارک کی فریاد کے برعکس ہیں (15:34: "میرے اللہ، میرے اللہ، تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟")۔

جب شام ہوئی، چونکہ یہ تیاری کا دن تھا، سبت سے ایک دن پہلے، عیسیٰؑ کی لاش کو ایک قبر میں رکھا گیا۔ عیسیٰؑ کی لاش کو اُسی دن اُتارنا جس دن اُن کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور اُنہیں قبر میں رکھنا سفاکانہ رومی طریقوں کے مطابق نہیں تھا۔ مصلوب جسم کو کئی دنوں تک صلیب پر چھوڑنے کا رواج تھا تاکہ وہ سڑ جائے اور شکاری پرندے اور جانور اس کو کھا سکیں۔ لاش کی بے حرمتی اور ایک معقول تدفین سے انکار مصلوبیت کا حصہ تھا، جس کا مقصد مقتول کی تذلیل کرنا اور مستقبل میں مسائل پیدا کرنے والوں کو سبق سکھانا تھا۔

قیامت

جب سبت کا دن گزرا تو مریم مگدلینی اور عیسیٰؑ کی والدہ مریم، قبر میں گئیں اور اسے خالی پایا۔ بعد میں، بائبل کہتی ہے کہ عیسیٰؑ اپنے کچھ پیروکاروں کو ظاہر ہوئے تھے۔

عیسائیت کی یکجہتی کا خاتمہ

ابتدا میں عیسائیت ایک وسیع برادری تھی جس نے اپنی یہودی جڑوں، عقائد اور طریقوں کو برقرار رکھا جبکہ عیسیٰؑ کو مسیحا کے طور پر ماننے پر قائم رہے۔ وحدت پسند عیسائی اپنے مشن کو تقریباً صرف یہودیوں کے لیے سمجھتے تھے۔ ایسا ہی ایک گروہ ایبیونائٹس تھا۔ انہوں نے یہودیوں کی شناخت کو برقرار رکھنے کے لیے یہودی قوانین اور یہودی رسم ورواج کی پیروی کی کیونکہ عیسیٰؑ علیہ السلام وہ یہودی مسیحا تھے جنہیں اللہ نے یہودیوں کے لیے اور یہودی قوانین کی تکمیل کے لیے بھیجا تھا۔ ان کے مذہبی نسب کا پتہ عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروکاروں سے لگایا جاسکتا ہے جو یقین رکھتے تھے کہ کسی کو مسیح کی مثال کی پیروی کرکے اللہ کے ساتھ شریک بنایا جاسکتا ہے، جیسا کہ عیسیٰؑ شریعت کو پورا کر رہے تھے۔ عیسیٰؑ کی موت کے بعد، یکتا عیسائی یروشلم میں عیسیٰؑ کے بھائی جیمز کی قیادت میں جمع ہوئے۔ 70 عیسوی میں رومیوں کی طرف سے یروشلم کا محاصرہ اور یہودیوں کا قتل عام یہودی عیسائیت کی تحلیل کا باعث بنا۔ انکی تعلیمات ختم ہوگئیں اور بعد میں اسلام میں دوبارہ وجود میں آئیں۔ عیسیٰؑ کی زیادہ تر تعلیمات، جیسا کہ اناجیل میں درج ہیں، اسلامی تعلیمات سے مطابقت رکھتی ہیں۔ جب عیسیٰؑ کل اس دنیا میں داخل ہوں گے، تو وہ مسلمانوں کے گھر بہت زیادہ آرام دہ ہونگے۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام مسلمانوں کو صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے ہوئے پائیں گے۔ وہ مسلمانوں کے گھر کھانا کھانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے کیونکہ اسلامی غذائی قوانین یہودی قوانین سے ملتے جلتے ہیں۔